عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۴ | ۲۷/رمضان تا ۱۱/شوال ۱۴۲۶ھ مطابق یکم تا ۱۵/نومبر ۲۰۰۵ء | شمارہ: ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴

اصلاحِ معاشرہ میں دینی مدارس کا کردار

عقیدہ ختمِ نبوت دینِ اسلام کا بنیادی ستون ہے

۲۴ ویں سالانہ ختمِ نبوت کانفرنس چناب نگر کی رپورٹ

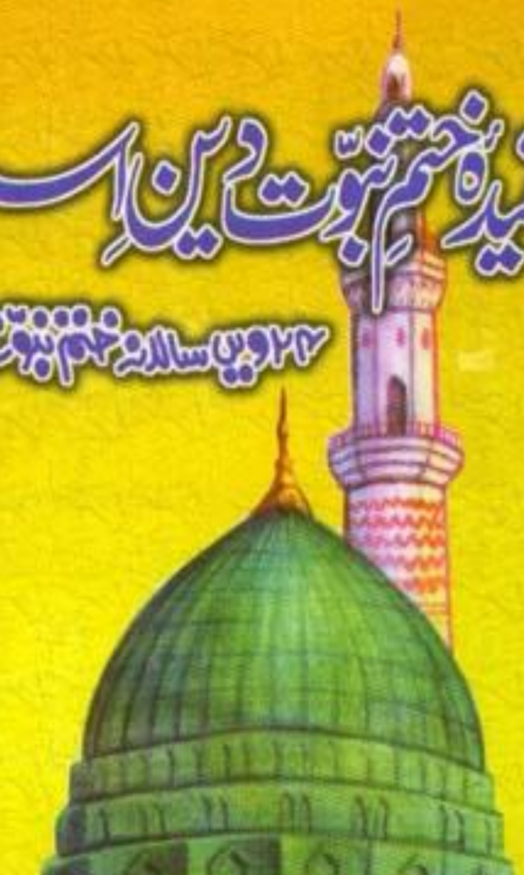

مولانا خدا بخش شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

استاذ المبلغین والمناظرین

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

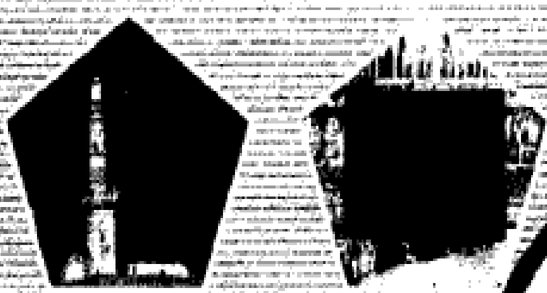

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

نماز عید کی نیت:

س:.....نماز عید کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟

ج:.....نماز عید کی نیت اس طرح کی جاتی ہے کہ میں دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ واجب مع تکبیرات زائد کی نیت کرتا ہوں۔

بغیر شرعی عذر کے نماز عید مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے:

س:.....نماز عید کا مسجد میں پڑھنا کیسا ہے؟

ج:.....بغیر عذر کے عید کی نماز مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔

قبولیت کا دن کس ملک کی عید کا ہوگا؟

س:.....مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ کرۂ ارض پر عید مختلف دنوں میں ہوتی ہے جیسا کہ ہر سال سعودی عرب میں عید ایک یا دو دن پہلے ہوتی ہے اس لئے آپ مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ قبولیت کا دن کس ملک کی عید پر ہوگا؟

ج:.....جس ملک میں جس دن عید ہوگی اس دن وہاں اس کی برکات بھی حاصل ہوں گی۔ جس طرح جہاں فجر کا وقت ہوگا وہاں اس وقت کی برکات بھی ہوں گی اور نماز فجر بھی فرض ہوگی۔

بیرون ملک سے آنے والا عید کب کرے؟

س:.....بکر بیرون ملک سے واپس پاکستان آیا۔ اس ملک میں روزہ پاکستان سے پہلے رکھا گیا تھا اب جبکہ پاکستان میں ابھی روزے باقی ہوں گے تو اس کے ۳۰ روزے ہو جائیں گے اب وہ اس ملک کے مطابق عید کرے گا جہاں سے آیا ہے یا کہ پاکستان کے مطابق؟ یہ بھی واضح کریں کہ بکر نے بیرون ملک کے مطابق روزہ رکھا جس دن وہاں عید ہوگی اس دن وہ روزہ رکھ سکتا ہے یا کہ نہیں؟ وہ روزے جو زیادہ ہو جائیں گے وہ کس حساب میں شمار ہوں گے؟

ج:.....عید تو وہ جس ملک (مثلاً پاکستان) میں موجود ہے اسی کے مطابق کرے گا مگر چونکہ اس کے روزے پورے ہو چکے ہیں اس لئے یہاں آ کر جو زائد روزے رکھے گا وہ نفل شمار ہوں گے۔

عید کی نماز میں اگر امام سے غلطی ہو جائے تو کیا کرے؟

س:.....اگر عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز پڑھاتے ہوئے امام سے کوئی غلطی ہو جائے تو نماز دوبارہ لوٹائی جائے گی یا سجدہ سہو کیا جائے گا؟

ج:.....اگر غلطی ایسی ہو جس سے نماز فاسد نہیں ہوتی تو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں اور فقہاء نے لکھا ہے کہ عیدین میں اگر مجمع زیادہ ہو تو سجدہ سہو نہ کیا جائے کہ اس سے نماز میں گڑبڑ ہوگی۔

اگر عید کی نماز میں تکبیریں بھول جائیں تو؟

س:.....عید کی نماز میں اگر امام نے بھول کر چھ تکبیروں سے زیادہ یا کم تکبیریں کہیں اور اس کا بعد میں احساس ہوا تو کیا نماز توڑ دینی چاہئے یا جاری رکھنی چاہئے؟

ج:.....نماز کے آخر میں سجدہ سہو کر لیا جائے۔ بشرطیکہ پیچھے مقتدیوں کو معلوم ہو سکے کہ سجدہ سہو ہو رہا ہے اور اگر مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے گڑبڑ کا اندیشہ ہو تو سجدہ سہو بھی چھوڑ دیا جائے۔

خطبہ کے بغیر نماز عید کا کیا حکم ہے؟

س:.....اگر کوئی امام عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑھنا بھول جائے یا نہ پڑھے تو کیا عید کی نماز ہو جائے گی؟ اگر ہو جائے گی تو خطبہ چھوڑنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:.....عید کا خطبہ سنت ہے۔ اس لئے عید خلاف سنت ہوئی۔

نماز عید پر خطبہ، دعا اور معانقہ:

س:.....کیا عید پر گلے ملنا سنت ہے؟

ج:.....یہ سنت نہیں، بعض لوگوں کی بنائی ہوئی ایک رسم ہے اس کو دین کی بات سمجھنا اور نہ کرنے والے کو لائق ملامت سمجھنا بدعت ہے۔

س:.....عید کی نماز میں خطبہ پڑھنے کا صحیح وقت کون سا ہے؟ اس طرح دعا عید کی نماز کے بعد مانگی جائے یا خطبہ کے بعد کرنی چاہئے؟

ج:.....عید کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے۔ دعا بعض حضرات نماز کے بعد کرتے ہیں اور بعض خطبہ کے بعد، دونوں کی گنجائش ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور فقہاءؒ سے اس سلسلہ میں کچھ منقول نہیں۔

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

ہفت روزہ ختم نبوت

جلد: ۲۴ شمارہ: ۴۱/۴۲ ۲۷/رمضان تا ۱۱/شوال ۱۴۲۶ھ مطابق یکم تا ۱۵/نومبر ۲۰۰۵ء

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبد الرحیم اشعرؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر

مولانا بشیر احمد

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی

مولانا سعید احمد جلالپوری

صاحبزادہ طارق محمود

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی محمد راشد مدنی

سرکولیشن منیجر، محمد انور رانا

ناظم مالیات، جمال عبد الناصر شاہد

قانونی مشیر، حشمت حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

ٹائٹل و تزئین، محمد ارشد خرم

محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

	(اداریہ)	4
اعجاز قرآنی	(قاری محمد طیب قاسمیؒ)	6
اصلاح معاشرہ میں دینی مدارس کا کردار	(خالد حبیب)	8
لیلۃ القدر کی برکات	(حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)	11
مولانا خدا بخش شجاع آبادیؒ	(مولانا اللہ وسایا)	18
استاذ المبلغین والمناظرین	(مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی)	22
عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کا بنیادی ستون ہے (۴۳ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی رپورٹ)		24

زر تعاون بیرون ملک، امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔

یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۴۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک، فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲۔ ۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 4583486-4514122 Fax 4542277

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ بسم اللہ الرحمن الرحیم

زلزلہ اور شامتِ اعمال

ملک میں زلزلہ کے باعث جو تباہ کاریاں اور اموات ہوئیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ زلزلہ اتنا شدید تھا کہ اس کے اثرات پڑوسی ممالک تک گئے۔ اندرون ملک صوبہ پنجاب اور صوبہ سرحد اسی طرح آزاد کشمیر اس زلزلہ سے بری طرح متاثر ہوئے۔ ہزاروں بلکہ شاید لاکھوں انسانی جانیں زلزلہ کی نذر ہوئیں۔ بے اندازہ جانی و مالی نقصان ہوا۔ شہر، قصبے اور دیہات نیست و نابود ہو گئے۔ پچاس سال بلکہ اس سے زائد عرصہ میں جو کچھ لوگوں نے بنایا وہ اس طرح ختم ہو گیا جیسے کبھی تھا ہی نہیں۔ مختصر عرصہ میں زمین پر وہ تبدیلی رونما ہوئی جس کا کبھی عقلِ انسانی نے سوچا بھی نہ تھا۔

زلزلہ ان آسمانی آفات میں سے ایک ہے جو ہمارے گناہوں کے باعث ہم پر مسلط کر دی جاتی ہیں۔ اس دھرتی پر ہمارے گناہ اس قدر بڑھ گئے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف بلند کئے گئے ہمارے علم بغاوت نے زمین کو بھی تھرا دیا۔ حد تو یہ ہے کہ ہم اب تک اسے اپنی شامت اعمال گرداننے کے بجائے اس کے دیگر اسباب و محرکات تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ ہم یہ بات بھول رہے ہیں کہ ہماری سرزمین کو مسلمانوں کے قتل عام کے لئے استعمال کیا گیا اور اب تک کیا جا رہا ہے اور لاجسٹک سپورٹ کی آڑ میں اربابِ اقتدار اس کا خراج اپنی جیبوں میں بھر رہے ہیں۔

یاد رکھئے! آفت جب آتی ہے تو ہر نیک و بد پر آتی ہے۔ اجتماعی گناہوں کا وبال ہر ایک پر آتا ہے۔ زلزلہ کے اثرات نے بھی متاثرہ علاقوں کے ہر انسان کو متاثر کیا۔ اس زلزلہ نے ہمیں یاد دلایا ہے کہ ہم عافیت چاہتے ہیں تو اجتماعی طور پر اپنے گناہوں سے توبہ کریں' اسلام کے خاتمہ کی مہم میں شرکت سے انکار کر دیں' اللہ و رسول ﷺ سے بغاوت ترک کر دیں' ملک میں اسلامی نظام نافذ کریں' قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کا سدباب کریں' بے قصور مسلمانوں کے قتل عام اور انہیں عیسائی دہشت گردوں کے حوالہ کرنے سے اجتناب کریں' دینی مدارس کے خلاف ہر قسم کی کارروائی ترک کر دیں' اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والے اقدامات سے گریز کریں' فحاشی و عریانی کا سدباب کریں' میڈیا کو لگام دیں اور اسے اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی اور فحاشی کے فروغ سے روکیں' غیر اسلامی افکار و نظریات کی ترویج و اشاعت پر پابندی عائد کریں اور اللہ کے حضور گڑگڑا کر قوم و ملک کے لئے سلامتی و عافیت کی دعا کریں۔

متاثرین زلزلہ کے لئے امداد

امسال شب قدر اور عید الفطر ایسے لمحات میں آ رہی ہے جب ہمارے ہزاروں مسلمان بھائی بہنیں زلزلہ کے باعث اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے جبکہ تقریباً اتنی ہی تعداد زخمی و معذور اور بے گھر ہو گئی اور بچے یتیم ہو گئے۔ پاکستانی مسلمانوں نے اپنے زخمی و بے گھر بھائیوں کی دل کھول کر امداد کی۔ ملک ہی نہیں بیرون ملک بھی مسلمانوں نے امداد جمع کی۔ ملک کے مختلف فلاحی اداروں اور دینی جماعتوں نے بھی اپنی بساط کے مطابق اس کار خیر میں حصہ لیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اپنے مسلمان بھائیوں تک امداد کی فراہمی کے لئے کوششیں کی گئیں۔ ادویات اور دیگر اشیاء ضرورت متاثرہ علاقوں میں پہنچائی گئیں۔ جماعتی رفقاء نے اس کار خیر میں بذاتِ خود بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

عید جہاں ہمارے لئے خوشیوں کا پیغام لارہی ہے‘ وہاں ماہ صیام کے الوداع کا اشارہ بھی ہے کہ یہ عظیم مہینہ اب ہم سے رخصت ہونے کو ہے‘ وہ ماہ جو رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ تھا‘ وہ اب جانے کو ہے‘ یہ برکتیں اب اگلے سال نہ معلوم کس کس کو نصیب ہوں؟ اور کون اگلے سال اس ماہ کے استقبال کے لئے موجود نہ ہو؟ اس ماہ میں پاکستانیوں نے جس طرح زلزلہ زدگان کی مدد کی اس سے انہیں فرض کی ادائیگی کے برابر ثواب ملا کیونکہ رمضان میں نوافل کا ثواب فرائض کے برابر ملتا ہے۔

عید کے پرمسرت لمحات میں ہمیں کس موقع پر اپنے مظلوم بھائیوں کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ ہمارے جو بھائی زلزلہ کے باعث جاں بحق ہوگئے ان کے لئے دعائے مغفرت کیجئے‘ جو بھائی معذور و زخمی ہوگئے ان کے لئے دعائے صحت و عافیت کیجئے اور جو بے گھر ہوگئے ان کے لئے اللہ سے پریشانی دور ہونے کی دعا مانگئے۔ یاد رکھئے! یہ ہمارے ان بھائیوں کا ہم پر حق ہے۔ خوشی و مسرت کے لمحات میں اپنے بھائیوں کے لئے دعا کرنا ان کے لئے باعث رحمت اور ہمارے لئے باعث سعادت ہوگا‘ اس سے ہماری خوشی و عافیت میں اضافہ ہوگا اور پریشان حالوں کی پریشانیاں کم ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے مسلمان بھائیوں پر رحم فرمائے۔ آمین۔

قادیانی عبادت گاہ پر حملہ

منڈی بہاؤالدین میں قادیانی عبادت گاہ پر حملہ کے دوران کئی قادیانی چل بسے۔ قادیانی عبادت گاہ کے اس واقعہ کو شروع میں غلط رنگ دینے اور دہشت گردی کی وارداتوں سے اس کا تعلق ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اس واقعہ کا اصل محرک کچھ اور تھا۔ یہ واقعہ بعض اطلاعات کے مطابق آپس کے اختلافات و دشمنی کا شاخسانہ معلوم ہوتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دہشت گردی کی مذمت کرتی ہے لیکن قادیانی سرگرمیوں کے سدباب کا بھی مطالبہ کرتی ہے۔ قادیانیت پاکستان میں جو بیج بو رہی تھی وہی فصل کاٹ رہی ہے۔ قادیانی نوجوانوں کو اسرائیل میں دہشت گردی کی ٹریننگ دلوائی گئی اور اب اس کے اثرات نمایاں ہو رہے ہیں۔ قادیانی اگر شروع ہی سے اپنی غلطی مان لیتے اور اسلام کا دامن تھام لیتے تو حالات اس نہج پر نہ پہنچتے جہاں آج ہیں۔ اب بھی وہ دائرہ اسلام میں آجائیں تو دائمی سلامتی ان کا مقدر ٹھہرے گی۔

دنیا میں قادیانیت کے پنپنے کی باتیں قصہ پارینہ بن چکی ہیں اور قادیانی جماعت کے سرکردہ لیڈروں کے اعزہ و اقارب جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ یہ واقعات عام قادیانیوں کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ اپنی عبادت گاہوں میں خود دہشت گردی کرنا اب قادیانیت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور نہ ہی اس طرح دنیا کی ہمدردیاں حاصل کی جا سکتی ہیں۔ قادیانی ایسے واقعات سے اجتناب کریں اور اسلام کا مقابلہ کرنے کا خیال دل سے نکال کر اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کرلیں۔ یہی سلامتی کی راہ ہے۔

ضروری اعلان: عیدالفطر کی چھٹیوں کے باعث شمارہ ۴۱/۴۲ کو یکجا کیا جارہا ہے‘ قارئین اور ایجنسی ہولڈرز حضرات نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

ضروری اعلان

جلد کی تبدیلی کے بعد ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جاچکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کراچی بذریعہ منی آرڈر‘ چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ: خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

آخری قسط

قاری محمد طیب قاسمیؒ

اعجاز قرآنی

صحابہ کا مقام غیر کے مقابلے میں:

اس لئے امت کا عقیدہ ہے کہ اس امت میں بڑے سے بڑا غوث' قطب اور ولی کامل بھی بن جائے مگر صحابہ کرامؓ کی گرد کو نہیں پہنچ سکتا ہے' اس لئے کہ صحابہ کرامؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی ان آنکھوں سے زیارت کی' ان کانوں سے سنا ہے کلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا' ان ہاتھوں سے مصافحہ کیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے' ہم اور آپ کے بعد کے لوگ تو عقیدے سے جانتے ہیں وہ آنکھوں سے ہاتھوں سے جانتے تھے تو جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ متصل ہیں اور برکتیں لی ہیں وہ برکت دوسروں میں نہیں آ سکتی اور اگر تابع ہونے سے الگ رہ جائیں تو کچھ بھی نہ ملے گا' بہر حال ایک تو وہ شخص ہے کہ براہ راست دھوپ میں آ کر کھڑا ہو جائے اور سورج اس کے سر پر ہے تو گرمی اور تپش اور نورانیت کتنی ہوگی؟ اور ایک وہ شخص ہے کہ مکان میں بیٹھا ہوا ہے اور آفتاب کی روشنی تو آ رہی ہے مگر آفتاب سر پر نہیں تو یقیناً نور بھی ہلکا ہو جائے گا' اور گرمی بھی ہلکی ہو جائے گی تو صحابہ کرامؓ وہ ہیں کہ انہوں نے آفتاب نبوت کی گرمی کو بلاواسطہ اپنے سر کے اوپر لیا ہے اور ہم وہ ہیں کہ مکانوں کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں کچھ روشنی پہنچ گئی' جس سے ہماری آنکھیں کھل گئیں' براہ راست سورج ہمارے سر کے اوپر نہیں ہے تو صحابی جیسی شان غیر صحابی کی نہیں بن سکتی ہے' صحابہ کرامؓ بہت اونچے مقام پر ہیں' اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے سارے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں' جس کی روشنی میں چل پڑو گے تو ہدایت پاؤ گے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری قوم کو ہادی اور ہدایت یافتہ فرمایا' گو من حیث الطبقہ کوئی طبقہ ایسا نہیں ہے کہ جس کی قرآن نے تقدیس اور بزرگی بیان کی ہو سوائے صحابہ کرامؓ کے کہ ان کی بزرگی کا قائل خود قرآن کریم ہے تو ان سے زیادہ مقدس' پارسا' پاکباز کون ہو سکتا ہے؟ تو امت میں بڑے سے بڑا ولی' غوث' قطب بھی بنے' صحابی کی گرد کو نہیں پہنچ سکتا۔

شان صحابہ پر ایک واقعہ:

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیزؒ افضل ہیں۔ امیر معاویہؓ صحابی ہیں اور عمر بن عبدالعزیزؒ تابعی ہیں' انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا' ہاں حضرات صحابہ کرامؓ کو دیکھا ہے مگر عادل اتنے بڑے تھے کہ لوگ ان کو عمر ثانی کہتے ہیں' یعنی حضرت عمرؓ کا دور لوٹ آیا تھا' ان کے زمانہ خلافت میں عدل وانصاف انتہائی درجے پر تھا' اس عدل وانصاف کے باوجود تین سو نفلیں بھی ثابت ہیں جو روزانہ پڑھتے تھے اور علمی مشغلہ الگ رہا تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا بہت ہی اونچا مقام ہے اور امیر معاویہؓ سے ان کے دور خلافت میں کچھ خطا اجتہادی اور خطائے فکری بھی ہوئی ہیں' اس بنا پر لوگوں نے حضرت حسن بصریؒ سے دریافت کیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ افضل ہیں یا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما؟ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ اگر امیر معاویہ گھوڑے پر سوار ہوں اور گھوڑے کی ناک میں کچھ پانی آ جائے اور اس پانی پر کچھ گرد بیٹھ جائے وہ گرد ہزار درجہ افضل ہے عمر بن عبدالعزیزؒ سے' اس لئے کہ عمر بن عبدالعزیز تابعی ہیں اور امیر معاویہ صحابی ہیں اور کوئی شخص کتنے ہی اونچے مقام پر پہنچ جائے مگر صحابی کی گرد کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔

صحابہ نے دنیا بھر میں انقلاب برپا کیا:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ اخذ کیا' دل بدل گئے ارواح بدل گئیں' جذبات بدل گئے' پھر جہاں بھی یہ حضرات پہنچے وہاں انقلاب بپا کردیا' قیصرو کسریٰ کے تخت الٹ دیئے' خیر تخت الٹ دینا تو یہ ہے کہ ملک فتح کرلیا' قیصر کا ملک فتح ہوگیا' رومی ماتحت بن گئے' کسریٰ کا ملک فتح ہوگیا' ایران پر حکومت قائم ہوگئی' یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے' مگر بڑی بات یہ ہے کہ جہاں بھی صحابہ پہنچے دل بدل دیئے' ملک بدل دیا' تہذیب بدل دی' مذہب بدل دیا' زبان بدل دی' ساری چیزوں میں تبدیلی پیدا ہوگئی' آج آپ جسے ممالک عربیہ کہتے ہیں: مصر' شام' عراق وغیرہ کو' حالانکہ یہ عرب ممالک نہیں تھے' عراق جو ہے وہ خراسان کا ملک ہے' اس میں اور زبان بولی جاتی تھی' یہ صحابہ کرامؓ کی شان ہے کہ عراق میں پہنچے مذہب بھی بدل دیا' زبان بھی بدل دی' مصر میں پہنچے مذہب بھی بدل دیا اور زبان عربی ہوگئی' تمدن تک بدل دیا' تہذیب تک بدل دی تو یہ تبدیلی اور انقلاب کی شان صحابہ کرامؓ میں کہاں سے آئی؟ اس قرآن کے ذریعے سے آئی' صحابہ کرامؓ اسی کو لے کر کھڑے ہوئے' اسی کو دستور العمل بنایا تو عالم کی کایا پلٹ دی۔

قرآن سے دوری فساد کا سبب ہے:

آج جتنا قرآن سے دور ہوتے جارہے ہیں' اتنا ہی فساد برپا ہورہا ہے اور شرک کا انقلاب آتا جارہا ہے کہ خیر سے شرک کی طرف آرہے ہیں' لوگ علم سے جہالت کی طرف آرہے ہیں' تہذیب سے بدتہذیبی کی طرف آرہے ہیں تو انقلاب خیر اور انقلاب حسن کو قرآن کو ترک کردوگے دوسرا انقلاب آتا چلا جائے گا۔ تہذیب سے بدتہذیبی ہوتی چلی جائے گی' شائستگی بدل جائے گی' ناشائستگی سے علم ختم ہوجائے گا' جہالت سے اخلاق حسنہ جاتے رہیں گے' بداخلاقیاں پیدا ہوتی جائیں گی' اس لئے علم' اخلاق اور کمالات یہ قرآن ہی سکھاتا ہے' جب آدمی اس جڑ سے وابستہ نہ رہے تو کمالات کی شاخیں کہاں سے آئیں گی؟ بہرحال قرآن کریم برکت بھی ہے' ہدایت بھی ہے' نور بھی ہے اور وہ انقلاب بھی ہے کہ جب آتا ہے تو کایا پلٹ دیتا ہے۔

جنات کا اسلام:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جنات اور شیاطین آسمانوں کے دروازوں تک پہنچ جاتے اور ملائکہ کی گفتگو سن لیتے' اس میں کچھ جھوٹ ملا کر اپنے مقتدیوں میں اس کی تبلیغ کرتے' یہ ان کا مشغلہ تھا' آپ کی بعثت کے وقت یہ سلسلہ ان کا منقطع کردیا گیا' اب کوئی آسمان پر اگر جاتا ہے تو اسے آگ کے بم مارے جاتے ہیں' جس سے وہ بھسم ہوجاتا ہے' فرشتے ان کو آسمانوں کے قریب پھٹکنے بھی نہیں دیتے' یہ جنات اس جستجو اور ٹوہ میں تھے کہ کون سی ایسی وجہ ہے کہ جس کی وجہ سے ہم کو روک دیا گیا ہے؟ یہ تو سمجھتے تھے کہ کوئی حادثہ ضرور پیش آیا' مگر کون سا حادثہ ہے؟ یہ معلوم نہ ہوسکا تھا' اس کی جستجو اور تلاش میں نکلے اور ان جنات کا وفد مکہ مکرمہ پہنچا' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی تلاوت فرمارہے تھے' انہوں نے قرآن کریم کو سنا اور سمجھ گئے کہ یہی وہ کلام ہے' جس کے نازل ہونے کی وجہ سے ہمارے راستے بند ہوئے ہیں تاکہ ہم اس میں خلط ملط نہ کرسکیں' تو انہوں نے جاکر اپنی قوم سے کہا:

''ہم آج ایسا کلام سن کر آئے ہیں کہ جو بزرگی کی طرف لے جاتا ہے' رہنمائی کرتا ہے' کمالات کی طرف' ہم تو اس کلام پر ایمان لے آئے اور ہم شرک نہیں کریں گے۔''

ہمیں تو توحید کامل نصیب ہوگئی ہے' اس کلام کو سن کر' یہی ہے وہ کلام جس کی وجہ سے ہمارے راستے روکے گئے ہیں' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات میں مشرکین بھی تھے' مشرکین آئے انہوں نے قرآن سن کر توبہ کی: ''اب ہم شرک نہیں کریں گے۔''

''اور ہم توبہ کرتے ہیں اس سے جو ہم نے عقیدہ بنا رکھا تھا کہ اللہ کے یہاں کوئی بیوی اور کوئی بیٹا ہے۔''

اللہ کی کوئی اولاد ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر عیسائی بھی تھے جو کہ عقیدہ ابنیت کے قائل تھے' اس سے توبہ کی' جنات کے کان میں قرآن کے وہ لفظ پڑے تھے کہ ایک انقلاب پیدا کردیا' کفر سے ایمان کی طرف آگئے' شرک سے توبہ کی طرف آگئے' شائستگی کی طرف آگئے۔

قرآن کریم اخلاق حسنہ پیدا کرتا ہے:

یہی قرآن کریم ہے جو لوگوں کے دلوں کو بدلتا ہے' اگر اس کو پکڑے ہوئے ہیں تو خیر کی طرف پھرتے رہیں گے' اگر اسے ترک کردیا تو شرک کی طرف بڑھیں گے' فتنوں کی طرف بڑھیں گے' ایک دوسرے کو چین نہیں ملے گا تو قرآن نے پیدا کیا: ایثار' ہمدردی' محبت' خدمت گزاری' جذبہ اطاعت' اپنے نفع پر اپنے بھائی کے نفع کو ترجیح دینا' یہ جذبات پیدا کردیئے تھے' خود غرضی مٹا کر بے غرضی پیدا کردی اور اس درجے کی کہ موت گوارا مگر اپنے بھائی کا نقصان گوارا نہیں۔

غزوۂ بدر کے اندر بعض صحابہ کرامؓ زخمی ہوکر

باقی صفحہ 27 پر

اصلاحِ معاشرہ میں دینی مدارس کا کردار

جناب خالد حبیب

ہمیں جنرل پرویز مشرف کے خیالات سے چنداں اختلاف نہیں کیونکہ مدرسے سب سے بڑے این جی اوز یعنی غیر سرکاری تنظیمیں ہوتی ہیں اور یہ بات بھی مسلّم الثبوت ہے کہ مدارس کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں، لیکن جہاں تک دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم کی بات ہے کہ صرف جدید تعلیم سے آراستہ طلباء معاشرے کی بہتر طور پر خدمت کر سکتے ہیں، درست نہیں۔ دینی علوم کے ساتھ جدید انگریزی تعلیم کا حصول ایک کٹھن راستے پر چلنے کے مترادف ہے، جہاں انسان کی صرف دنیاوی زندگی نہیں بلکہ ایمان اور اخروی زندگی کو بھی کئی خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ جامعہ اسلامیہ بہاولپور کی مثال ہمارے سامنے ہے، جہاں جدید انگریزی علوم رائج کرنے کے بعد وہ ایک ماڈل انگریزی یونیورسٹی بن چکی ہے اور اسلامی تعلیمات کا کوئی نام و نشان تک نہیں جبکہ دینی علوم کے ساتھ بقدر ضرورت انگریزی علوم تمام ایسے مدارس میں شامل ہیں جو وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ملحق ہیں، لیکن یہ بات کسی طور پر درست نہیں کہ صرف جدید تعلیم سے آراستہ حضرات ہی معاشرے کی بہتر خدمت کر سکتے ہیں۔ اس بابت ہم آپ کے سامنے خالص دینی علوم کے مراکز اور ان سے فارغ التحصیل حضرات کی معاشرے کے لئے گراں قدر خدمات پر کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔

معاشرے پر اثر انداز ہونے والے عوامل اور مل جل کر زندگی بسر کرنے کا نام معاشرہ ہے۔ عام طور پر معاشرے میں بگاڑ اور بے راہ روی اسلام اور علوم نبویہ سے دوری کی بنا پر وجود میں آتے ہیں، اگر خالص مادی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو بھی اسلامی تعلیمات اور علوم نبویہ سے دوری انسان کے لئے گمراہی کا سبب بنتی ہے اور خود غرضی، نفس پرستی، چوری، ڈکیتی، حب دنیا، بے حیائی اور فحاشی جیسی بیماریاں وجود میں آتی ہیں۔ معاشرے پر اثر انداز ہونے والی دوسری چیز باطل فرقے اور مذاہب ہیں جو اپنے باطل عقائد کے ذریعے لوگوں کو اسلام سے ہٹا کر بے دینی اور گمراہی میں مبتلا کر دیتے ہیں جبکہ معاشرے پر اثر انداز ہونے والی ایک بڑی چیز عوام الناس کا اپنے بنیادی مسائل سے آگاہ نہ ہونا ہے، اسی لئے غلط مسائل کی بنا پر عقائد اور نظریات تبدیل ہو جاتے ہیں۔ سب سے اہم چیز جس سے معاشرے میں بگاڑ اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، وہ ذرائع ابلاغ اور صحافت ہے، چونکہ اس اہم شعبے پر جس کو ریاست کا چوتھا ستون کہا جاتا ہے، اکثر یہود و نصاریٰ اور باطل فرقے قابض ہیں اور ان ذرائع سے اپنے غلط اور باطل عقائد کو مختلف لٹریچر اور جرائد و رسائل کے ذریعے لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور پھر عوام جہالت و ضلالت کے مرتکب ہوتے ہیں اور معاشرے میں خرابیاں جنم لینا شروع ہو جاتی ہیں۔

مدارس دینیہ تاریخ کی روشنی میں:

محترم قارئین! آیئے دیکھتے ہیں کہ ان خرابیوں کی اصلاح میں مدارس دینیہ کا کردار تاریخ کے لحاظ سے کیا ہے، ویسے مدرسے کو اگر اس معنی میں لیا جائے جس کی اپنی مستقل عمارت ہو، اساتذہ اور طلبا ہوں، ایک خاص نظام اور منصوبہ بندی کے تحت علوم و فنون کی تدریس ہو رہی ہو تو اس طرح کے مدرسے کا کوئی وجود اسلام کے ابتدائی ادوار میں نہیں تھا بلکہ مسجد ہی تمام مذہبی، علمی اور سیاسی سرگرمیوں کا مرکز اور محور تھی۔ مذکورہ تعریف کے مطابق مدرسے کا وجود اسلام میں سب سے پہلے اہل نیشاپور (ایران) کے ہاں عمل میں آیا، جس کا نام مدرسہ "بیہقیہ" تھا۔ نیشاپور میں اس کے علاوہ ایک مدرسہ سلطان محمود غزنوی اور اس کے بھائی نصر بن سبکتگین نے "سعدیہ" کے نام سے قائم کیا تھا اور ایک تیسرا مدرسہ امام ابن فورک (متوفی ۴۰۶ ہجری) کا وجود میں آیا تھا، یہ پانچویں صدی ہجری اور گیارہویں صدی عیسوی کی ابتدا تھی۔ اس کے بعد سلجوقی دور کے وزیر اعظم نظام الملک طوسی نے ۴۵۹ھ ۱۰۶۶ء میں "نظامیہ" کے نام سے بغداد میں مدرسہ قائم کیا، جہاں گزشتہ دنوں امریکی فوجیوں نے فائرنگ کر کے بے گناہ معصوم سترہ نوجوانوں کو صرف اس مطالبے پر خون میں نہلا دیا کہ ہمارا مدرسہ خالی کر دو تا کہ ہم دوبارہ اپنی پڑھائی کا آغاز کر سکیں۔

اس دور میں سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان

میں فتوحات کے دوران عروس الفلک (آسمانی دلہن) کے نام سے ایک مدرسہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ خلافت اسلامیہ کے دارالخلافہ بغداد میں علماء کرام نے عوام کے تعاون سے ۱۰۶۶ء میں جو مدرسہ نظامیہ قائم کیا تھا وہ بغداد میں سب سے پہلا مدرسہ ہے۔

فاطمی امراء نے ۳۵۸ھ میں مصر فتح کیا اور قاہرہ میں ۹۷۰ء میں جامع مسجد ازہر کی بنیاد رکھی اور یہیں ایک شاہی مدرسہ کھولا گیا' جب صلاح الدین ایوبی نے مصر فتح کیا تو یہاں شافعی مذہب کے مطابق تعلیمات کو رواج دیا' یہ مدرسہ آج تک جامعہ ازہر کے نام سے قائم ہے اور یہ عالم اسلام کی سب سے بڑی اور قدیم یونیورسٹی کے طور پر جانا جاتا ہے۔

مذکورہ مدارس کی پیروی میں بعد میں بہت سارے مدارس کا قیام عمل میں آیا۔ چنانچہ نورالدین محمود بن زنگی نے دمشق اور حلب میں اور پھر صلاح الدین ایوبی اور اس کے خاندان نے مصر' دمشق اور یروشلم میں بڑی تعداد میں مدارس قائم کئے پھر دارالعلوم دیوبند' مدینہ یونیورسٹی' مدرسہ درالعلوم شاہی مراد آباد' ندوۃ العلماء' دارالعلوم کاندھلہ' دارالعلوم کراچی' جامعہ بنوری ٹاؤن' جامعہ فاروقیہ' اشرف المدارس' جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک اور دارالعلوم سرحد وجود میں آئے۔

مدارس کی یہ تاریخ انتہائی طویل ہے' تفصیل کے لئے المقریزی کی کتاب ''الخطط'' اور نعیمی کی کتاب ''الدارس فی التاریخ المدارس'' ملاحظہ فرمائیں۔

یہاں ہم صرف اٹھارویں اور انیسویں صدی میں مدارس دینیہ کے کردار پر روشنی ڈالتے ہیں۔

مدارس کے چیدہ چیدہ علماء کرام اور اصلاح معاشرہ کیلئے ان کے کارنامے:

ابتدائی دور کے ان مدارس نے چوٹی کے علماء کرام پیدا کئے جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان کے علم وعمل کا ڈنکا ہزار برس گزرنے کے باوجود آج بھی بج رہا ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں: محمد بن محمد الغزالی نے مدرسہ نظامیہ بغداد میں پڑھا' پھر اسی مدرسے میں صدر المدرسین تک پہنچ گئے۔ آپ نے فلسفہ یونان کا مطالعہ کیا' جس کے نظریات اسلام سے متصادم تھے۔ اس کی رد میں آپ نے مشہور کتاب ''تہافۃ الفلاسفۃ'' لکھی۔ آپ کی تالیفات میں سے ''احیاء علوم الدین' یاقوت التاویل'' (یہ تفسیر چالیس جلدوں میں ہے) اور ''مقاصد الفلاسفۃ'' مشہور ہیں۔ امام ابوبکر احمد بن حسینی بیہقی نے ایران کے مدرسہ نیشاپور میں پڑھا' آپ بلند پایہ مفسر' محدث' فقیہ اور علم اصول کے ماہر تھے۔ امام عبدالبر اندلسی' ابن سینا' البیرونی اس کے سوا ہیں۔ مولانا رشید احمد گنگوہی' مولانا خلیل احمد سہارنپوری' مولانا الیاس و مفتی کفایت اللہ رحمہم اللہ ان میں سے ہر ایک نے تصوف' دعوت و تبلیغ' مسائل کا استنباط' باطل فرقوں کا تعاقب' کفریہ نظام کا مقابلہ کیا اور معاشرے کی اصلاح کے لئے طرح طرح کی خدمات انجام دیں۔

باطل عقائد و نظریات کی اصلاح کے لئے مدارس دینیہ کا کردار:

کشمکش حق و باطل سے کوئی دور بھی خالی نہیں رہا ہے' روز اول سے ہی معاشرے میں باطل فرقے اور مذاہب اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے عوامی طبقے کو گمراہ کرتے چلے آ رہے ہیں' ان لوگوں کی اصلاح کا بیڑا بھی انہی مدارس کے بوریا نشینوں نے اٹھایا ہے' اس بارے میں مدارس کے کردار پر روشنی ڈالنے کے لئے کئی جلدیں درکار ہیں' لیکن یہاں چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

مولانا رحمت اللہ کیرانوی جنہوں نے انگریزوں کی سرپرستی میں کام کرنے والے عیسائی مبلغین کا علمی اور تحقیقی انداز سے زبردست مقابلہ کیا' خصوصاً پادری فنڈر کو مناظروں میں عبرتناک شکست سے دوچار کیا' ان کی کتاب ''اظہار الحق'' کو پورے عالم اسلام میں خراج تحسین پیش کیا گیا' اس کتاب کی ایک ایک فصل اسلام اور عیسائیت دونوں کے گہرے اور وسیع مطالعے کی دلیل ہے۔ بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ جنہوں نے مختلف مباحثوں اور مناظروں میں عیسائیت اور ہندو وغیرہ بہت سے دیگر مذاہب سے اسلام کی برتری کو عقلی دلائل سے ثابت کیا۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ جن کے علمی اور تحقیقی کارناموں کے علاوہ ان کی سیاسی خدمات ہماری جدوجہد آزادی کی تاریخ کا انتہائی اہم باب ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی کے نام سے کون ناواقف ہے جو ایک ہزار کے قریب کتابوں کے مصنف ہیں اور صرف علماء ہی نہیں بلکہ اعلیٰ جدید تعلیم یافتہ طبقے کے بے شمار لوگ ان سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔

علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ جو اپنے علمی تجربہ' وسعت مطالعہ' قوت حافظہ اور بے شمار خوبیوں میں اپنی نظیر آپ تھے' شاعر مشرق علامہ اقبال نے ایک مرتبہ آپ کے بارے میں فرمایا کہ اسلام کے لئے جو کام میں شاہ صاحب سے لینا چاہتا ہوں' غالباً اسلامی فقہ کی تدوین نو کے بارے میں وہ کام ان کے سوا کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ علامہ شبیر احمد عثمانی کی علمی اور سیاسی خدمات اور تحریک پاکستان میں ان کے مرکزی کردار کا کوئی باشعور انسان انکار نہیں کر سکتا' انہی خدمات کے اعتراف میں بانی پاکستان محمد علی جناح نے مغربی پاکستان کی پہلی پرچم کشائی بھی آپ ہی کو سونپی تھی جبکہ مشرقی پاکستان میں یہ سعادت مولانا ظفر احمد عثمانی کے حصے میں آئی' نہ کہ کسی جدید تعلیم سے آراستہ شخصیت کے حصے میں' قرارداد مقاصد جو ہمارے دستور کا باقاعدہ حصہ ہے کی تیاری

میں بنیادی کردار بھی علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی خدمات کی واضح دلیل ہے۔

شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی' مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع' مفتی ولی حسن ٹونکی' مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی' مولانا ظفر علی خان' مولانا اظہر علی سلہٹی' مولانا سید محمد یوسف بنوری' مولانا خیر محمد جالندھری' مولانا ابوالکلام آزاد' شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی' مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری' مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی' مولانا مفتی محمود' مولانا عبدالحق' مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید' مولانا محمد عبداللہ شہید رحمہم اللہ تعالیٰ' مولانا سلیم اللہ خان' مولانا مفتی محمد تقی عثمانی' مفتی رشید احمد اور مولانا محمد موسیٰ خان روحانی (مؤخر الذکر دونوں حضرات دنیوی اداروں میں تعلیم حاصل نہ کرنے کے باوجود فلکیات' جغرافیہ اور ریاضیات کے بعض شعبوں کے ماہرین میں سے تھے) ان سب حضرات کی خدمات مبارکہ معاشرے کی اصلاح کے لئے کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ اس طرح کی بے شمار شخصیتیں ہیں جن کے کارناموں کی تفصیل کے لئے کئی جلدیں درکار ہیں' ان میں سے کسی کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کی زندگیاں مسجد کی امامت تک محدود تھیں یا ہیں' یہ تمام شخصیات انہی مدارس دینیہ کی پیداوار ہیں' نہ کہ کسی جدید انگریزی تعلیمی ادارے کی پیداوار ہیں۔

اصلاح معاشرہ کے لئے مدارس دینیہ کی تصنیفی خدمات اس کے سوا ہیں' ان میں معارف القرآن' جواہر القرآن' معاشیات و قرآن' مشکلات القرآن' کشف الباری' معارف الحدیث' النبی الخاتم' سیرت النبی اور ہادی عالم' تفاسیر اور سیرت میں نمایاں ہیں جبکہ قرآن کی تفسیر اور احادیث کے علاوہ تاریخ' معاشیات' سیاسیات' جہاد' تصوف' تبلیغ' اصول فقہ' غرض جس موضوع کو بھی لیا جائے ان پر بیش بہا تصانیف کا ذخیرہ موجود ہے۔

رفاہی اداروں میں آج سے ۸۳ برس قبل اصلاحی اور فلاحی تنظیم قائم ہوئی تھی اور موجودہ دور میں کام کرنے والی رفاہی اداروں میں الاختر ٹرسٹ' الرشید ٹرسٹ' صدیقی ٹرسٹ اور میمن ٹرسٹ نمایاں ہیں جبکہ ذرائع ابلاغ اور صحافت کے ذریعے ماضی میں الہلال وغیرہ نے مسلمانوں میں شعور بیدار کیا اور موجودہ دور میں ماہنامہ البلاغ' ماہنامہ بینات' ماہنامہ الحق' ماہنامہ الخیر' ماہنامہ العصر' ماہنامہ الفاروق (جو چار زبانوں میں الگ الگ شائع ہونے والا پاکستان کا واحد رسالہ ہے) اس کے علاوہ ماہنامہ لولاک' ہفت روزہ ختم نبوت' نقیب ختم نبوت' الجمعیۃ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

جہاد مسلمانوں کے لئے بنیادی حیثیت کا حامل ہے اور اس کی فضیلت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا ہی کافی ہے کہ آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ میں اللہ کے راستے میں شہید کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر شہید کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر شہید کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر شہید کیا جاؤں۔ اس بات کی وضاحت کی ضرورت نہیں کہ آج جہاد جیسی عالی شان عبادت دنیا بھر میں علماء ہی کے دم سے جاری و ساری ہے۔

اصلاح معاشرہ کیلئے تبلیغی جماعت کی خدمات:

تبلیغی جماعت کی اصلاحی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ یہ بات اس جماعت سے اختلاف رکھنے والے بھی تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس جماعت نے توحید کی آواز ایسی جگہوں تک پہنچائی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ نامعلوم کتنے جرائم پیشہ' بدکردار اور رشوت خور لوگوں کی زندگی اس جماعت کی وجہ سے تبدیل ہوگئی۔ اس جماعت کا خمیر بھی انہی مدارس سے اٹھا ہے اور اس کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ انہی مدارس کے پڑھنے پڑھانے والوں میں سے تھے اور اب بھی دینی مدارس کے فضلاء اس میں نمایاں کردار ادا کررہے ہیں۔

دینی مدارس کی خدمات کا ایک اہم پہلو:

چونکہ اس وقت ہمارے قومی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ ناخواندگی کا بھی ہے' جس پر قابو پانے کی سرکاری کوششوں کو اکثر حلقے ناکافی قرار دیتے ہیں۔ بالفرض اگر ان مدارس کی تمام اعلیٰ خدمات کو نظر انداز کر بھی دیا جائے تب بھی ان کی یہ ادنیٰ خدمت واجب التسلیم ہے کہ یہ مدارس خاموشی' انتہائی کفایت شعاری اور سادگی کے ساتھ ناخواندگی کے خلاف جہاد کررہے ہیں۔

خدمت خلق کا سب سے اہم شعبہ:

خدمت خلق کے تمام شعبے اپنی اپنی جگہ اہم ہیں' لیکن خلق خدا کی سب سے بڑی خدمت اور سب سے بڑی بھلائی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اور آپ ﷺ کی مبارک تعلیمات و ہدایات کی ترویج و اشاعت کی زیادہ سے زیادہ کوشش کی جائے۔ خدمت خلق کا یہ ایک ایسا شعبہ ہے کہ اس کے بغیر خدمت خلق کی یہ کوشش ادھوری اور نامکمل ہے اور اس کا ذمہ صرف انہی مدارس نے اٹھایا ہے۔ یہ تو چند خدمات کو انتہائی اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے بلکہ مدارس کی ایک ادنیٰ سی جھلک دکھانے کی حقیری کوشش کی گئی ہے' ورنہ مدارس کی خدمات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ کسی بھی ایک پہلو کے لئے کئی جلدیں درکار ہیں۔

دینی مدارس کا مقصد:

مدارس دینیہ کا مقصد علوم نبوت کے ماہرین پیدا کرکے دین اسلام کو لوگوں تک پہنچانا ہے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں زندگی کے ہر شعبے میں

باقی صفحہ 17 پر

آخری حصہ

لیلۃ القدر کی برکات

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ کی ایک کرامت:

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی نوراللہ مرقدہٗ کا جس دن انتقال ہوا' اس دن ہم لوگ حضرت کے مکان پر جمع تھے' حضرتؒ کے صاحبزادے نے ایک قصہ سنایا' کہنے لگے کہ ایک شخص مطب میں آیا' مجھ سے کہنے لگا کہ ڈاکٹر صاحب ٹھیک ہیں؟ اس وقت حضرتؒ کی رہائش بھی اسی احاطے میں تھی' جہاں پاپوش میں حضرتؒ کا مطب تھا اور عصر کے بعد حضرتؒ کی مجلس لگتی تھی۔ میں نے کہا: بیٹھے ہیں' مجلس لگی ہوئی ہے۔ مطب کا جو دروازہ احاطے کی طرف کھلتا تھا' اس نے وہ دروازہ کھولا اور دونوں کواڑ پکڑ کر کھڑا ہوا کچھ دیر حضرتؒ کو دیکھتا رہا' اور واپس آ کر دوبارہ بیٹھ گیا' اور کہنے لگا کہ تم کو ایک قصہ سناتا ہوں' میں نہ ان کا شاگرد ہوں' نہ مرید اور میں نے ان کو کبھی دیکھا بھی نہیں تھا' مجھے شراب پینے کی عادت تھی' میری بیوی بچے' دوست احباب سب نے اس کو چھڑانے کی ہر چند کوشش کی لیکن:

''چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی''

ایک شادی کی تقریب میں' میں مدعو تھا' حضرت ڈاکٹر صاحبؒ بھی وہاں تشریف لے گئے اور میرے جانے سے پہلے حضرتؒ وہاں بیٹھک میں تشریف فرما تھے' اور جس طرح اس وقت محفل گرم ہے' اسی طرح لوگ حضرتؒ کے اردگرد جمع تھے' حضرتؒ اپنے ملفوظات بیان فرما رہے تھے' میں دروازے میں داخل ہوا تو حضرتؒ اپنی بات چھوڑ کر میری طرف دیکھنے لگے' اور جب تک میں بیٹھ نہیں گیا' برابر میری طرف دیکھتے رہے' جب میں بیٹھ گیا تو حضرتؒ نے پھر اپنی بات شروع کردی' وہ دن ہے اور آج کا دن' میں نے دوبارہ نہیں پی۔ ایک نظر کافی ہوگئی۔ یہ ہمارے حضرتؒ کی کرامت تھی' حضرتؒ کا شعر ہے:

جسے پینا ہو آنکھوں سے وہ میری بزم میں آئے
مرا دل چشم مست ناز ساقی کا ہے میخانہ

حضرتؒ کی ایک اور کرامت:

ایک قصہ یاد آیا جو ایک بزرگ نے سنایا تھا' ستر (۷۰) سال کے بڑے میاں تھے' حضرتؒ سے تعلق تھا' کسی لڑکی کو ٹیوشن پڑھانے لگے اور وہ بدبخت ان کے دل میں بیٹھ گئی۔ اب ستر سال کا بوڑھا ایک چھوکری کو دل دے بیٹھا۔

بوڑھوں سے بھی پردہ کیا جائے:

بھئی! بڑے بوڑھوں سے بھی پردہ کرنا چاہئے' لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ ضعیف العمر بابا جی ہیں' ان سے کیا پردہ؟ حالانکہ لوگ نہیں جانتے کہ پرانا سانپ زیادہ زہریلا ہوتا ہے۔ الغرض یہ بڑے صاحب تین چار مہینے پریشان رہے کہ کیا کروں' کسی کو کیسے بتاؤں؟ جب پریشانی حد سے سوا ہوئی تو آخر فیصلہ کرلیا کہ آج حضرتؒ کی خدمت میں جاکر عرض کرتا ہوں' وہ اس بلا سے نجات کی کوئی تدبیر بتلائیں گے' وہ صاحب کہتے ہیں کہ میں حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا مسئلہ بتایا کہ حضرت کیا کروں؟ آپ کوئی تدبیر بتلایئے؟ حضرت نے سن لیا' جواب میں ایک لفظ نہیں فرمایا' بس سن لیا اور خاموش رہے' اس کے بعد دوسرے لوگ آگئے' حسب معمول حضرت کے ملفوظات شروع ہوئے' کافی دیر تک مجلس جاری رہی' جب میں حضرتؒ کی مجلس سے اٹھا تو دل بالکل صاف تھا' اس میں کوئی کوڑا کرکٹ باقی نہیں رہا تھا۔ یہ ہمارے حضرتؒ کی کرامت تھی۔

شراب خانہ خراب کی بربادیاں:

شراب اتنی گندی چیز ہے کہ دل کو گندہ کردیتی ہے' جس طرح پیشاب نجاست غلیظہ ہے' اسی طرح شراب بھی نجاست غلیظہ ہے' لوگ اس سے تو گھن کرتے ہیں' مگر اس ''شراب خانہ خراب'' سے گھن نہیں کرتے' حالانکہ ام الخبائث ہے' کہتے ہیں کہ ایک بزرگ کسی بدمعاشوں کے ٹولے میں پھنس گیا تھا۔ اس کو مجبور کیا گیا کہ یہ بچہ ہے' اس کو قتل کردو' یا یہ عورت ہے' اس کے ساتھ بدکاری کرو' یا کم سے کم درجہ میں یہ شراب ہے' یہ پی لو' ورنہ تمہیں قتل کرتے ہیں۔ یہ پریشان ہوئے کہ یااللہ! جان بچانے کے لئے کیا صورت اختیار کروں؟ انہوں نے سوچا کہ

ان تینوں کاموں میں شراب پینا سب سے ہلکا کام ہے اور شریعت کا قاعدہ ہے کہ جو شخص دو برائیوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے پر مجبور کر دیا جائے' اسے چاہئے کہ سب سے کم درجہ کی برائی کو اختیار کرے' یہ سوچ کر انہوں نے اس کو اختیار کرلیا۔ شراب بڑی تیز تھی' شراب پینے کے بعد مدہوش ہوگئے' مدہوشی کے عالم میں بچے کو بھی قتل کیا' زنا کا بھی ارتکاب کیا' تینوں کام مکمل ہوگئے' اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھیں' واقعی یہ ام الخبائث ہے' عقل و خرد اور ہوش وحواس کی دشمن ہے۔ تو جو لوگ کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سے بخشش کے طالب ہوں' وہ اس ام الخبائث سے توبہ کرلیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ شراب پینے سے چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔ (مشکوٰۃ شریف)

مغفرت مانگنے والوں کو توبہ لازم ہے؟

میں نے ابھی کہا کہ اس بزرگ نے سمجھا کہ یہ ہلکا کام ہے' قتل اور زنا اس سے بدتر کام ہیں' لہٰذا ہلکا کام کرلو۔ آپ خود سوچ لیں کہ جو لوگ شراب کے عادی ہیں' جب شب قدر میں ان کی بخشش نہیں ہوتی تو اس سے بڑے گناہوں میں جو لوگ مبتلا ہیں ان کی بخشش کیسے ہوگی؟ اس لئے بخشش مانگنے کے لئے شرط ہے کہ ہم تمام گناہوں سے توبہ کرلیں' جن کو ہم جانتے ہیں' ان سے بھی اور جن کو ہم نہیں جانتے ہیں ان سے بھی' جو گناہ علانیہ کرتے ہیں ان سے بھی' اور جو چھپ کر کرتے ہیں ان سے بھی' اس لئے کہ کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے یہ شخص اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہے' لعنت اور رحمت دونوں جمع نہیں ہوسکتیں' جب تک کہ آدمی توبہ نہ کرلے' رحمت خداوندی کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ اللہ کی رحمت کا مستحق اسی وقت ہوسکتا ہے' جب کہ آدمی کبیرہ گناہ سے توبہ کرلے تاکہ لعنت اس کا پیچھا چھوڑ دے اور رحمت خداوندی اس کی طرف متوجہ ہوجائے۔

توبہ کے کیا معنی ہیں؟

اور "توبہ" کے معنی محض زبان سے توبہ کا لفظ بولنا نہیں ہے۔ صرف زبان سے کہہ دو یا اللہ میری توبہ' یا اللہ میری توبہ' یا اللہ میری توبہ' یہ حقیقی توبہ نہیں ہے' بلکہ توبہ کے ظاہری الفاظ ہیں' ایک عارف کا شعر ہے:

سبحہ در کف' توبہ برلب' دل پر از ذوق گناہ
معصیت راخندہ می آید بر استغفار ما

یعنی ہاتھ میں تسبیح ہے' زبان پر توبہ ہے' لیکن دل گناہ کے ذوق سے بھرے ہوئے ہیں' گناہوں کو چھوڑنے کی نیت نہیں۔ ہم سب ایسا ہی استغفار کرتے ہیں' یا اللہ توبہ' یا اللہ معاف کردے' تو گناہ کو ہماری ایسی توبہ پر ہنسی آتی ہے کہ دل کو تو گناہ کی گندگی سے دھونے اور صاف کرنے کا ارادہ نہیں کرتا' لیکن زبان سے توبہ کررہا ہے۔ توبہ کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ ظاہر اور باطن کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی کے طالب بنیں' گناہ کو ترک کردینے کا عزم اور ارادہ کرلیں اور گناہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے دین و ایمان کو جو نقصان پہنچا ہے' اس کی تلافی کرنے کا بھی عزم کریں' مثلاً بے نمازی ہے' نماز نہیں پڑھتا' یا گنڈے دار پڑھتا ہے' جب پوچھا جائے کہ بھئی! نماز بھی پڑھتے ہو؟ تو کہتا ہے کہ کبھی کبھی پڑھ لیتے ہیں' جب فرصت ہوتی ہے۔ نہ بھائی! نماز تو ایسی چیز نہیں ہے جو کبھی کبھی پڑھی جائے' یہ تو ایمان کی غذا ہے' جس طرح بدن کی غذا ہوتی ہے۔ کوئی آپ سے پوچھے کہ آپ کھانا کھایا کرتے ہیں؟ تو کیا آپ یہ جواب دیں گے کہ کبھی کبھی کھالیا کرتے ہیں؟

توبہ کے قبول ہونے کے لئے شرط:

توبہ کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ گناہوں کو چھوڑنے کا عزم کرلیا جائے' پختہ ارادہ کرو کہ آئندہ ٹی وی نہیں دیکھیں گے' نامحرموں کو نہیں دیکھیں گے' کسی کی غیبت یا چغلی نہیں کریں گے' عورتیں بے پردہ نہیں نکلیں گی' اسی طرح دوسرے جتنے بھی گناہوں میں مبتلا ہیں' ان کو چھوڑنے کا عزم کرو' میں نے مثال کے طور پر دو تین چیزیں بتائی ہیں' ورنہ ہم بہت سے کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہیں' اور ان سب سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اب ہماری حالت تو یہ ہے کہ اگر کوئی ہم کو نصیحت کرے کہ یہ کام نہ کیا کرو تو ہم اس کے ساتھ لڑ پڑتے ہیں' اس کو برا بھلا کہتے ہیں' اب تم ہی بتاؤ جب دل سے کچی توبہ ہی نہ ہوئی ہو تو صرف زبان سے توبہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ جب دل تائب نہ ہو اور دل نے عزم نہ کیا ہو گناہ کو چھوڑنے کا' گناہ کی لذت' گناہ کی لعنت' گناہ کی نحوست اور گناہ کی سیاہی ہمارے قلب پر چھائی ہوئی ہے' تو پھر زبان سے توبہ کرنے کے کیا معنی ہوئے؟ اور اس پر توبہ کا ثمرہ کیا مرتب ہوگا؟ میری بہنیں اور بیٹیاں اگر بے پردگی نہ چھوڑیں اور ہزار بار روزانہ استغفار پڑھا کریں تو اس کا کوئی نفع نہیں ہے' عزم کرو گناہوں کو چھوڑنے کا' جو گناہ ہمیں معلوم ہیں اور جن گناہوں میں ہم ملوث ہیں اور جن کی وجہ سے ہمارا دامن ایمان نجس ہورہا ہے' ان کو چھوڑنے کا عزم کریں' گناہوں کو چھوڑنے کا عزم کرکے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئیں اور صرف ایک مرتبہ کہہ دیں کہ یا اللہ! میں نے گناہوں کو چھوڑنے کا سچے دل سے ارادہ کرلیا ہے' مجھے معاف کردیجئے' اللہ تعالیٰ فوراً معاف کردیتے ہیں' اسی (۸۰) سال کے گناہوں کو بھی معاف کردیتے ہیں۔

حقوق العباد کے معاملے میں توبہ:

اگر حقوق العباد کا معاملہ ہے تو ان حقوق کو ادا

کریں۔ کسی کے پیسے دینے ہیں اور وہ مانگتا ہے' تم نہیں دیتے' کسی کے مکان پر قبضہ کیا ہوا ہے' وہ شریف آدمی کہتا ہے کہ چھوڑ دو' تم نہیں چھوڑتے۔ یہاں قانون تمہیں سہارا دے دے گا' لیکن اللہ کی بارگاہ میں تمہارا کوئی سہارا نہیں ہوگا' بلکہ تنہا ہوگے اور وہاں تمہیں یہ حقوق ادا کرنے پڑیں گے۔ لہٰذا بندوں کے جتنے حقوق تمہارے ذمہ ہیں' ان سب کو ادا کرو' یا معاف کرالو' اس کے بغیر توبہ قبول نہیں ہوگی۔ تو پہلی بات تو یہ ہوئی کہ کبیرہ گناہوں کو ترک کرنا اور اس کا عزم کرنا مغفرت کے لئے شرط ہے' ورنہ مغفرت نہیں ہوتی' اس بابرکت رات میں بھی نہیں ہوتی۔ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت بہت وسیع ہے' کیا ہم' کیا ہمارے گناہ' اللہ کی رحمت کے مقابلے میں یہ کیا چیز ہیں؟ ساری دنیا کی ساری مخلوق کے گناہ بھی جمع کرلئے جائیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک چھینٹا ساری مخلوق کے سارے گناہوں کو دھونے کے لئے کافی ہے' مگر سچے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں تو سہی' اور سچے دل کے ساتھ اپنے گناہوں' اپنی نافرمانیوں اور اپنی خباثتوں کو چھوڑنے کا تہیہ کرکے تو آئیں۔

ایک حدیث قدسی:

حدیث قدسی میں آتا ہے (حدیث قدسی اس حدیث کو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کی روایت کریں کہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں' جیسے صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتی ہے' اور جس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' یا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' تو وہ حدیث قدسی کہلاتی ہے' تو ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں اور اس کی بلندی تک پہنچ جائیں' یعنی ان سے آسمان اور زمین کا خلا بھر جائے اور تو سچے دل سے تائب ہوکر میرے پاس آئے اور مجھ سے بخشش کی درخواست کرے تو میں تیری مغفرت کردوں گا۔ "ولا ابالی" اور میں تیرے گناہوں کی کثرت کی کوئی پرواہ نہیں کروں گا' اور نہ ان سے میرا کچھ بگڑے گا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۰۴)

مناجات مقبول میں ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نوراللہ مرقدہ' نے قرآن وحدیث کی دعائیں جمع فرمائی ہیں' اس میں ایک دعا یہ نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں یہ الفاظ کہا کرتے تھے:

"یامن لا تضرہ الذنوب ولا تنقصہ المغفرۃ' اغفرلی مالا یضرک وھب لی مالا ینقصک"

ترجمہ: "اے وہ ذات جس کو نقصان نہیں دیتے گناہ اور مغفرت کرنا اس کے خزانوں میں کمی نہیں کرتا' جس چیز سے آپ کی کمی نہیں ہوتی وہ مجھے عطا فرمادیجئے اور جو چیز آپ کو نقصان نہیں دیتی وہ مجھے معاف فرمادیجئے۔"

الغرض ہمارے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑتا' ہمارے حضرت حکیم الامت تھانویؒ ارشاد فرماتے تھے کہ بعض لوگ اپنے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہوجاتے ہیں' اور یوں سمجھنے لگتے ہیں کہ میرے گناہ بہت ہیں' بہت ہیں' بہت ہیں' واقعی بہت ہیں' اب یہ بے چارہ نادان بچہ سمجھتا ہے کہ اتنے گناہ کیسے معاف ہوں گے؟ فرمایا! کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی سر سے پاؤں تک گندگی میں ملوث تھا' گندگی اور نجاست میں اس کا پورا بدن لت پت تھا' اب وہ دریا کے کنارے کھڑا ہے اور دریا کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ میں کس منہ سے تجھ میں اتروں' میں تو اتنا گندا ہوں' اتنا گندا ہوں' اگر میں تجھ میں اتر گیا تو میری گندگی تجھ کو بھی گندا کردے گی' اور میری نجاست کی وجہ سے تو بھی نجس ہوجائے گا' ناپاک ہوجائے گا۔ اس کے جواب میں دریا کہتا ہے کہ ارے تیرے جیسی گندگیاں ہزاروں یہاں چلتی ہیں' تو آکر تو دیکھ' تیری گندگی بھی صاف ہوجائے گی اور میرا بھی کچھ نہیں بگڑے گا۔ ایک آدمی کے نہانے سے کیا سمندر گندا ہوجاتا ہے؟ دریا گندا ہوجاتا ہے؟ حضرت فرماتے تھے کہ ہماری یہی مثال ہے۔ سمندر تو ایک مخلوق ہے' اس میں دنیا بھر کی گندگیاں ڈال دی جائیں تب بھی وہ ناپاک نہیں ہوتا' بلکہ ساری غلاظتوں کو ختم کردیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہمارے گناہوں سے کیا بگڑتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک چھینٹا ساری دنیا کے گناہوں کی گندگی دھونے کے لئے کافی ہے' اس لئے یہ نادانی کی بات ہے کہ آدمی اپنے گناہوں کی کثرت کو دیکھ کر رحمت خداوندی سے مایوس ہوجائے۔ غرض یہ کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے طالب ہیں اور اس سے بخشش مانگنے کے لئے آئے ہیں' لیکن بھائی اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم سچے دل سے تائب ہوکر آئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں (آمین)۔ آپس کے جو حقوق ہیں' وہ بھی ادا کردیں' آپس میں ایک دوسرے سے معافی تلافی بھی کرلیں۔

والدین کا نافرمان:

دوسرا آدمی جس کی مغفرت نہیں ہوتی' وہ والدین کا نافرمان ہے۔ یہ والدین کی نافرمانی بھی

بڑی عجیب چیز ہے' آدمی کو اتنا تو سوچنا چاہئے کہ میرے والدین اگر نہ ہوتے تو میرا وجود نہ ہوتا' میرے وجود کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے والدین کو بنایا' اب جن والدین کے وجود کو ہمارے وجود کا ذریعہ بنایا گیا' یہ انہی والدین کا مخالف ہے' انہی کا دشمن ہے' انہی کا نافرمان ہے۔ ماں نے ۹ مہینہ کم وبیش اس کو پیٹ میں رکھا' جس حالت میں رکھا' اور پھر جس حالت میں اس کو جنم دیا' وہ اس کی ماں سے پوچھو' پھر دو سال تک اسے اپنے جگر کا خون پلایا' جس کو دودھ کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ اس کے خون جگر کو دودھ میں تبدیل فرما دیتے ہیں' پھر اس کی سردی وگرمی کا' اس کی ضروریات کا احساس کیا' اس کو سوکھے میں لٹایا' خود گیلے میں لیٹی' صاحب بہادر بیمار ہو گئے تو ماں باپ دونوں نے اس کو ہاتھوں میں لے کر رات آنکھوں میں کاٹی' والدین کا اتنا حق ہے کہ اولاد کسی صورت میں اس حق کو ادا نہیں کرسکتی۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے والد کا حق کس طرح ادا کرسکتا ہوں؟ ارشاد فرمایا' نہیں! والد کا حق ادا نہیں ہوسکتا' صرف ایک صورت ہے کہ وہ غلام ہو تو اس کو خرید کر آزاد کردے تو کسی درجہ میں والد کا حق ادا ہوجائے گا۔ والدین کے اتنے احسانات ہیں اولاد پر کہ ان کا بدلہ چکانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ایک صاحب نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! والدین کا اولاد کے ذمہ کیا حق ہے؟ فرمایا وہ تیری جنت ہیں یا تیری دوزخ ہیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۱)

والدین کو دیکھنے پر حج کا ثواب:

ایک حدیث میں ہے کہ جو فرمانبردار اولاد نظر رحمت کے ساتھ والدین کے چہرے پر نظر ڈالے تو ہر بار نظر ڈالنے پر اس کے لئے حج مبرور کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر دن میں سو مرتبہ دیکھے تو سو حج کا ثواب لکھا جائے گا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ بڑا ہے' اور زیادہ پاکیزہ ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۱)

یعنی حق تعالیٰ شانہ کی عنایات اور رحمتیں ہمارے پیمانہ عقل وفہم سے بالاتر ہیں' روزانہ سو حج کا ثواب لکھا جانا کون سی بڑی بات ہے کہ اس پر تعجب کا اظہار کیا جائے؟ پس جب والدین کا یہ درجہ ہے کہ ان کے چہرے پر ایک بار نظر رحمت ڈالنا حج مبرور کا ثواب رکھتا ہے تو والدین کی نافرمانی و گستاخی کا وبال بھی اسی سے قیاس کیا جاسکتا ہے' تو والدین کے نافرمان کی اس رات میں بھی اگر بخشش نہ ہو تو کوئی بعید نہیں' اس لئے کہ جرم ہی اتنا بڑا اور سخت ہے۔ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں زندہ ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: پھر اس کو لازم پکڑ' کیونکہ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے' اور یہ تو بہت ہی مشہور حدیث ہے کہ: "الجنة تحت اقدام الامہات" (حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۱) یعنی "جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔" ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس گناہ کو چاہیں بخش دیں' سوائے والدین کی نافرمانی کے کہ اس کی سزا اللہ تعالیٰ اس شخص کو مرنے سے پہلے زندگی میں دے دیتے ہیں۔

والدین کی نافرمانی کا دنیا میں وبال:

میں نے اپنی مختصر سی زندگی میں اس حدیث کی تفسیر اپنی آنکھوں سے دیکھی' چنانچہ فرمانبرداروں کو پنپتے دیکھا اور والدین کے نافرمانوں کو ہلاک اور ذلیل وخوار ہوتے دیکھا۔ دراصل دنیا دار الجزا نہیں' جزا وسزا کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے قیامت کا دن رکھا ہے۔ جرائم کی سزائیں اللہ تعالیٰ نے قیامت پر اٹھا رکھی ہیں' یہاں جرم کی سزا نہیں دیتے' ہاں! تھوڑی سی گوشمالی کردیتے ہیں' ورنہ پوری سزا آگے قیامت کے دن ملے گی' لیکن ظلم' قطع رحمی اور والدین کی نافرمانی یہ ایسی چیزیں ہیں کہ ان کی "سزا" دنیا میں نقد ملتی ہے' اور ظالم' قطع رحمی کرنے والا اور والدین کا نافرمان اپنے کئے کی پاداش سے بچ نہیں سکتے۔

اولاد کی نافرمانی میں والدین کا قصور:

اس زمانے میں تو والدین کی عزت وآبرو کا کوئی تصور ہی نہیں ہے اور اس میں قصور اکیلا صرف اولاد کا نہیں' بلکہ تھوڑا سا قصور والدین کا بھی ہے۔ مرحوم اکبر الٰہ آبادی کے بقول:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

ہمارے اسکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں کی تعلیم مادیت کی تعلیم ہے' یہ انسانیت کی تعلیم نہیں' بلکہ حیوانیت کی تعلیم ہے۔ پس جب انسانیت مفقود ہو اور انسانیت کی تعلیم مفقود ہو تو والدین کی قدر کیا ہوگی؟ یہ تو خاصہ انسانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بلا سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

غلط کام میں والدین کی فرمانبرداری جائز نہیں:

میں اپنے عزیز بچوں اور نوجوانوں کو بطور خاص نصیحت کرتا ہوں کہ والدین کی نافرمانی کے مرتکب نہ ہوں۔ اگر وہ ظلم کریں' ستائیں' زیادتی کریں' تب بھی تم خاموش رہو' تم کوئی گستاخی کا لفظ نہ کہو' بلکہ صبر وتحمل سے کام لو' وہ گالی نکالیں' بُرا بھلا کہیں' تب بھی پلٹ کر جواب نہ دو' بلکہ سر جھکائے خاموش رہو' لیکن اگر وہ اللہ اور اللہ کے رسول کی

نافرمانی کا حکم دیں تو ان کی بات ہرگز نہ مانو۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"اگر وہ (تیرے والدین) تجھ کو مجبور کریں اس بات پر کہ تو میرے ساتھ شریک ٹھہرائے ایسی شخصیت کو جس کا تجھ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانو۔" (لقمان:۱۵)

اور حدیث شریف میں ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے کسی مخلوق کی اطاعت نہیں۔"

شوہر بیوی کو کسی غلط کام کا حکم کرتا ہے تو ہرگز نہ مانے۔ والدین اولاد کو غلط بات کا حکم کرتے ہیں تو ہرگز نہ مانے، لیکن ان کی گستاخی و بے ادبی بھی نہ کرے۔ یہ وہ پل صراط ہے جو تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہے۔ بعض لوگوں کو بزرگی کا "ہیضہ" ہوجاتا ہے۔ ماں باپ گناہگار ہیں، نماز نہیں پڑھتے، روزہ نہیں رکھتے، اور یہ پکا صوفی ہے، اب والدین کو نظر حقارت سے دیکھے گا۔ ایسا ہرگز نہ کرو، یہ غلط بات ہے، ان کی خیرخواہی کی کوشش کرتے رہو، ادب و احترام کے ساتھ ان کو سمجھاؤ، اگر تمہارا کسی طرح بس نہیں چلتا تو اتنا تو بس چل سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے گڑگڑا کر دعا کرو۔ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل نہیں اور تمہارے والدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر سے زیادہ برے نہیں ہیں۔ وہ دھکے دے کر ابراہیم علیہ السلام کو گھر سے باہر نکال رہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ نکل جا یہاں سے، میرے گھر سے دفع ہوجا، جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کو صرف اتنا فرما رہے ہیں:

"میں اپنے رب سے تیرے لئے بخشش کی دعا کروں گا، وہ مجھ پر بڑا شفیق ہے۔" (مریم:۴۷)

تمہیں گھر سے نکال دیں، اُف نہ کرو۔ باقی اتنی بات ضرور ہے کہ یہ ایک پہلو ہے، دوسرا پہلو میں نے ذکر نہیں کیا، وہ یہ کہ والدین کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ تمہارے ماں باپ تو جہنم کے راستے پر چل ہی رہے ہیں، لیکن وہ چاہتے ہیں کہ وہ اکیلے نہ جائیں، بلکہ تم کو بھی ساتھ لے کر جائیں، اگر ان کی گستاخی کروگے، یا ناجائز کام میں ان کی بات پر عمل کروگے تو انشاء اللہ دونوں سیدھے جہنم میں پہنچیں گے۔ اگر والدین اولاد پر ظلم کرتے ہیں، ان کو ناجائز بات کا حکم کرتے ہیں تو انشاء اللہ سیدھے جہنم میں جائیں گے، لیکن اگر اولاد والدین کی گستاخی کرتی ہے، بے ادبی کرتی ہے، ان پر ہاتھ اٹھاتی ہے، تو یہ والدین سے بھی پہلے جہنم میں جائیں گے۔ اس لئے والدین کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

والدین کی نافرمانی بہت بڑا گناہ ہے، اتنا بڑا گناہ ہے کہ شب قدر میں بھی معاف نہیں ہوتا۔

قطع رحمی کا گناہ:

اور تیسرا شخص "قطع رحمی" کرنے والا، جس نے اپنے عزیز رشتہ داروں سے قطع تعلق کر رکھا ہو۔ قطع رحمی کا وبال اوپر ذکر کرچکا ہوں کہ ایسا شخص دنیا میں ہی سزا پاتا ہے، اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا ہے: "قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔"

یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ جنت سے بھی محروم کردیتا ہے، دنیا کے آرام اور چین سے بھی اور شب قدر میں بخشش سے بھی۔ نعوذ باللہ۔

کینہ پروری کا گناہ:

اور چوتھا وہ آدمی، جس کے دل میں کسی مسلمان کی جانب سے کینہ ہو۔ ان لوگوں کی مغفرت اس رات میں بھی نہیں ہوتی۔

جنت میں صرف پاک لوگ جائیں گے:

خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں ناپاک لوگ نہیں جائیں گے، صرف پاک لوگ جائیں گے، اور پاک ہونے کی آسان صورت یہ ہے کہ توبہ کرلو۔ میں نے ابھی کہا کہ اسی (۸۰) سال کا کافر و مشرک و بے ایمان سچے دل سے تائب ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے انتظار میں ہیں کہ بندہ آئے، آکر توبہ کرے، اور میں اس کے گناہ معاف کروں۔ حق تعالیٰ شانہ کو بندے کی توبہ سے اتنی خوشی ہوتی ہے، جس کا ہم تصور نہیں کرسکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ایک مثال بیان فرمائی کہ ایک مسافر سفر پر جارہا تھا، صحرا کا سفر تھا، اس کی سواری کے اونٹ پر اس کا توشہ لدا ہوا تھا، کھانا پانی، دوپہر کا وقت ہوا تو سواری کو باندھ کر ایک درخت کے سائے میں ذرا ستانے کے لئے لیٹ گیا۔ آنکھ کھلی تو اونٹ غائب۔ ادھر ادھر دیکھا، کہیں اس کا سراغ نہیں مل رہا۔ اب بیاباں ہے، جنگل ہے، صحرا ہے، ریگستان ہے، اس میں سفر کرنا ممکن نہیں۔ اس نے سوچا کہ اگر باہر نکل کر ریگستان، صحرا میں چلوں گا تو تڑپ تڑپ کر بھوک پیاس سے مروں گا، بہتر ہے کہ درخت کے سائے میں ہی مرجاؤں۔ مرنے کی نیت سے اسی درخت کے نیچے آکر پھر لیٹ گیا۔ اب تو موت سامنے آگئی۔ ذرا سی اس کی آنکھ لگ گئی۔ آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہی اونٹ اس کے سامنے موجود ہے، اور پر توشہ اور سامان سارا موجود ہے، اس کو اتنی مسرت ہوئی، اتنی خوشی ہوئی کہ بے اختیار کہنے لگا:

"اللھم انت عبدی وانا ربک" یعنی اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اخطاء من شدۃ الفرح" کہ اس کو اتنی خوشی ہوئی کہ اس غریب کو یہ بھی خیال نہ رہا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں' اُلٹ معاملہ کر دیا' کہنا تو یہ تھا کہ یا اللہ! میں تیرا بندہ ہوں' تو میرا رب ہے۔ آپ نے مہربانی فرمائی کہ میرا اونٹ واپس فرما دیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آدمی کو اتنی خوشی ہوئی کہ خوشی سے پاگل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر شفقت:

ایک جہاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے' دریافت فرمایا: کون لوگ ہو؟ عرض کیا: ہم مسلمان ہیں' ایک خاتون آگ جلا رہی تھی' آگ بھڑکتی تو بچے کو ہٹا دیتی' وہی خاتون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی' عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین نہیں؟ فرمایا: بلاشبہ! عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بڑھ کر شفیق نہیں جتنی کہ ماں اپنے بچے پر شفیق ہوتی ہے؟ فرمایا: بے شک! عرض کیا: میں تو اپنے بچے کو اپنے ہاتھ سے آگ میں نہیں ڈال سکتی' اس خاتون کی بات سنی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر جھکا کر رونے لگے' پھر سر اٹھا کر اس سے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں عذاب دیتے مگر ایسے سرکش کو' جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سرکشی کرے' اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے "لا الٰہ الا اللہ کہنے" سے انکار کر دے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۸)

الغرض تمام ماؤں کی ممتا جمع کر لی جائے تو اللہ تعالیٰ کی شفقت کو نہیں پہنچ سکتی' جتنی بندوں پر اللہ تعالیٰ کو شفقت ہے' اب اگر بندے اپنی حماقت سے خود دوزخ میں چھلانگیں لگائیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے سے انکار کر دیں تو اس کا کیا علاج ہے؟ ورنہ اللہ اپنے بندوں کو دوزخ میں نہیں ڈالنا چاہتے' اللہ تعالیٰ تو تمہیں بخشنا چاہتے ہیں' تمہیں جنت میں داخل کرنا چاہتے ہیں' اسی لئے رمضان المبارک میں جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں' اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی اعلان کر رہا ہے: "ھل من مستغفر فاغفرلہ" کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اس کی بخشش کروں؟ آؤ اس سے بخشش مانگو تاکہ تم کو بخش دیا جائے' لیکن بخشش مانگنے کے لئے لازم ہے کہ توبہ صحیح کرو' سچی توبہ کرو۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! توبہ کرو اللہ کی بارگاہ میں خالص اور سچی توبہ۔" (التحریم:۸)

اگر سچی توبہ کے بغیر مر گئے تو جہنم میں ڈال کر پاک کئے جاؤ گے' قبر میں پاک کئے جاؤ گے' قبر اور دوزخ کا عذاب جھیل کر پاک ہو گے' اس سے بہتر یہ ہے اور بہت آسان نسخہ ہے کہ سچی توبہ کر کے یہیں پاک ہو جاؤ' کیونکہ جنت میں تو جس کو بھی لے جائیں گے پاک کر کے لے جائیں گے' تو کیا ہی اچھا ہو کہ ہم سچی توبہ کر کے یہیں سے پاک ہو کر جائیں۔ پوری ندامت کے ساتھ' دل کی ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کر لیں۔

ایک جامع دعا:

ایک حدیث سناتا ہوں' ایک دن ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عشاء کی نماز پڑھ کر دعا مانگ رہی تھیں' دعا لمبی ہو گئی اور وہ مسلسل مانگ رہی تھیں۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے' ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خلوت میں کوئی بات کرنی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہؓ! تم ایک طرف ہو جاؤ' دعا چھوڑ دو' ہم تمہیں ایک دعا بتائیں گے' وہ مانگ لینا' وہ تم کو کافی ہو جائے گی' انہوں نے اپنی دعا ختم کی اور ایک طرف ہو گئیں' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلوت میں مشورہ کیا' جب وہ رخصت ہو کر چلے گئے تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے مجھے دعا سکھانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ فرمایا: ہاں! تمہیں دعا سکھا دیتے ہیں' تم یہ دعا کرو:

"یا اللہ آپ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جتنی خیر کی چیزیں مانگی ہیں' میں بھی مانگتی ہوں' اور آپ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جن جن چیزوں سے پناہ مانگی ہے' میں بھی ان سے پناہ مانگتی ہوں۔"

بس دعا مکمل ہو گئی' گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی میں جتنی دعائیں کیں' وہ پرچہ بنا کر دے دیا اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تم اس دعاؤں کے پرچے کے نیچے دستخط کر دو۔ پرچہ پہلے سے چھپا ہوا ہے' نیچے تمہارے دستخط ہو گئے' تو وہ ساری دعائیں تمہاری طرف سے ہو گئیں' اور اللہ تعالیٰ ان کو منظور فرمائیں گے۔ تو جامع ترین دعائیں اللہ تعالیٰ سے مانگا کرو' اور خیر کی چیزیں مانگا کرو' اور خیر بھی وہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہے' اور تمام شرور و فتن سے پناہ مانگا کرو' خاص طور پر وہ فتن و شرور

کی چیزیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے' بے شک اللہ تعالیٰ سے دنیا بھی مانگو لیکن صرف دنیا ہی نہ مانگا کرو' اللہ تعالیٰ ہماری آخرت درست فرمادیں تو اس کے طفیل میں دنیا خود بخود درست ہوجائے گی۔اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے' لہٰذا اس سے آخرت مانگو' آخرت کی نعمتیں مانگو' آخرت کی دولتیں مانگو' اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو' اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا مانگو' اللہ تعالیٰ سے خود اللہ تعالیٰ کی ذات عالی کو مانگو' وہ جب تم سے راضی ہوجائے گا تو تمہیں دنیا میں بھی رسوا نہیں فرمائے گا۔وہ جو میں نے قرآن کریم کی آیت کی تلاوت کی تھی' اس میں یہ وعدہ موجود ہے:

"اے ایمان والو! اس کی بارگاہ میں خالص توبہ کرو۔" (التحریم:۸)

"تمہارے رب سے یہ توقع ہے کہ تمہاری سیئات دور کردے گا۔"

"اور تم کو داخل کرے گا ایسی جنتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔"

"جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جو لوگ کہ آپ کے ساتھ ایمان لائے ہیں' ان کو رسوا نہیں فرمائے گا۔" (التحریم:۸)

یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو رسوا نہیں فرمائے گا۔اصل مقصود اہل ایمان کے رسوا نہ ہونے کو ذکر کرنا ہے' مگر اس بلاغت کے قربان جایئے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا' پھر آپ کی معیت میں اہل ایمان کا' گویا تنبیہ فرمادی کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت کے دن رسوا نہ ہونا یقینی ہے' اسی طرح آپ کے طفیل میں اہل ایمان بھی یقیناً رسوا نہ ہوں گے' اس لئے ضروری ہے کہ سچی توبہ کرلو' اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ لو۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ معاملہ:

حدیث شریف میں یوں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا حساب لیں گے' تو اس کے اوپر اپنا پردہ ڈال دیں گے۔اس کے ساتھ کیا ہورہا ہے؟ کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوگا' قیامت کے دن کی بھری محفل ہے' حشر کا میدان ہے' اولین و آخرین جمع ہیں' لیکن اس بندے کے ساتھ کیا معاملہ ہورہا ہے؟ کسی کو معلوم نہیں اور اللہ تعالیٰ اس بندے سے فرمائیں گے: یاد کر تو نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں گناہ کئے' بندہ اقرار کرتا جائے گا' اقرار کئے بغیر چارہ بھی تو نہیں ہوگا' اور سمجھے گا کہ میں تو ہلاک ہوگیا' مارا گیا' آخر میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

"میں نے دنیا میں تیرے لئے ان گناہوں کا پردہ رکھا تھا کہ کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیئے تھے' اور آج تیرے ان گناہوں کی مغفرت کرتا ہوں۔"

جاؤ! کسی کو پتہ ہی نہیں چلا' یہ ہے تفسیر اس کی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن رسوا نہ فرمائیں گے۔ہم نے تو معاملہ اللہ کے ساتھ بگاڑا ہوا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ معاملہ نہیں بگاڑا۔ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق قائم کرلیا جائے۔ گناہوں سے توبہ کرلی جائے۔گناہ تو ہم سے پھر بھی ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے سرکشی نہ کرو' خدانخواستہ غلطی ہوجائے تو فوراً توبہ کرلو' گناہوں کے میل پر توبہ کا صابن لگاتے رہو' تاکہ بارگاہ الٰہی میں ایمان کا دامن داغ دار نہ لے جاؤ۔حق تعالیٰ شانہ توفیق عطا فرمائیں۔(آمین)

☆☆.........☆☆

بقیہ مدارس کا کردار

عوام کی رہنمائی کرنا ہے' اسی لئے مدارس دینیہ خدمت اور انسانی خیر خواہی و ہمدردی کے اہم ترین مراکز ہیں۔اصلاح احوال کے لئے معاشرے میں مختلف سمت' مختلف انداز اور طریقوں سے ہونے والی کوششوں کا منبع بھی یہی دینی مدارس ہیں۔چنانچہ تصنیف و تالیف ہو یا دعوت تبلیغ' وعظ و کتاب ہو یا خانقاہ کا صوفیانہ نظام۔الغرض تمام اصلاحی مساعی کے سوتے ان مدارس ہی سے پھوٹ رہے ہیں' حاصل یہ کہ دینی مدارس ہماری زندگی کی اہم ترین ضرورت ہیں۔باقی معاشرے کا ایک حصہ ہونے کی وجہ سے ان میں بھی کوئی خامی ہوسکتی ہے' لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ایثار و قربانی' قناعت و خودداری اور بے لوثی کی اعلیٰ مثالیں بھی شاید ان کے برابر کہیں اور نہ مل سکیں۔

ارباب اقتدار سے:

خدارا ان خستہ حال اور بوسیدہ عمارتوں میں پڑھنے والے قال اللہ وقال الرسول کا ورد کرنے والے ان بوریا نشینوں کو اپنے حال پر رہنے دو' ان کی یہی مساعی معاشرے کے لئے کافی ہیں جو بغیر جدید تعلیم کے مفت مہیا کررہے ہیں' ذرا اپنی جدید جامعات پر توجہ دو جہاں کے خوبصورت' عالیشان محلات اور ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ عمارتوں میں پڑھنے والے معاشرے کو کچھ نہیں دے رہے۔معاشرہ تو کیا اپنے آپ کو بھی کچھ نہیں دے رہے۔ان جدید علوم سے آراستہ طلباء کی ناگفتہ بہ حالت کافی عرصے سے اخبارات کی زینت بن رہی ہے' اسی طرح بانی پاکستان کے نام سے منسوب قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں معاشیات کے طالب علم علی رضوان قصوری اور ایم بی اے کی طالبہ آمنہ کی محبت پروان چڑھی اور بالآخر علی رضوان قصوری نے اسے قتل کرکے اپنے سر میں بھی گولی مارلی۔ ☆☆

مولانا خدا بخش شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

آج سے تقریباً ایک صدی قبل حضرت امیر شریعتؒ اور ان کے گرامی قدر رفقاء نے قادیان میں ختم نبوت کے کام کی بنیاد رکھی تھی۔ قادیان سے ملتان‘ چنیوٹ سے چناب نگر تک وہ سلسلہ بحمدہٖ تعالیٰ جاری وساری ہے۔ ۱۹۷۴ء کے اواخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے چناب نگر میں اپنے کام کا آغاز کیا‘ اب تو الحمدللہ مساجد ومدارس کی بہار کی فضا قائم ہوگئی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہر سال ماہ شعبان کی تعطیلات میں پورے ملک کی دینی جامعات کے علماء وطلباء کی بہت بڑی تعداد سالانہ رد قادیانیت کورس میں تربیت حاصل کرتی ہے۔ امسال کورس کے اختتام پر ہی چوبیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے موقع پر ہمیشہ رفقاء کی مختلف ڈیوٹیاں لگتی ہیں۔ فقیر کے ذمہ ملک بھر سے تشریف لانے والے مہمانان کے عمومی کھانے کے کام کی نگرانی کرنا ہوتی ہے۔ گزشتہ چوبیس سال سے مہمانوں کو کھانا کھلانے کا نظم حضرت المکرم قاری محمد ابراہیم صاحب مہتمم جامعہ طیبہ گرین ٹاؤن فیصل آباد کے ذمہ ہوتا ہے۔ قاری محمد اشفاق صاحب بخاری مسجد جناح کالونی‘ قاری محمد ابوبکر دونوں حضرات کی سرپرستی میں سینکڑوں طلباء کھانے کے پنڈال میں ڈیوٹی دیتے ہیں۔ ۲۹/ستمبر ۲۰۰۵ء بروز جمعرات مغرب کے بعد فقیر راقم کھانے کے پنڈال میں مہمانوں کی خدمت میں مصروف تھا۔ اسی اثنا میں موبائل پر کال آئی‘ فون کرنے والے نے ”ارشد شجاع آباد سے بول رہا ہوں“ کہا تو میرا ماتھا ٹھنکا‘ وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔ ارشد صاحب مولانا خدا بخش صاحب کے خواہرزادہ ہیں‘ جنہیں مولانا کے کہنے پر مولانا عبدالرؤف جتوئی مرحوم نے ٹیلی فون کے محکمہ میں بھرتی کرایا تھا‘ انہوں نے بتایا کہ حضرت مولانا خدا بخش صاحب انتقال فرماگئے۔ کل ۳۰/ستمبر

مولانا اللہ وسایا

جمعہ کو جنازہ ہوگا۔ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم یا آپ‘ کوئی ایک ضرور شرکت کرے۔ ہزاروں مہمان ملک بھر سے آئے ہوئے تھے۔ کانفرنس جاری تھی‘ درمیان سے وقت نکالنا ناممکن تھا۔ ان سے عرض کیا کہ ہم مشورہ کرتے ہیں۔ ضرور سبیل نکالنے کی کوشش کریں گے‘ لیکن آپ ہمارا انتظار نہ کریں‘ اپنی سہولت کے مطابق جنازہ کا نظم بنائیں‘ ہمارا مقدر ہوا تو شریک ہوجائیں گے‘ لیکن ہمارے انتظار کی وجہ سے جنازہ میں تاخیر بالکل نہ ہونے پائے۔

جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے شیخ الحدیث‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی پالیسی ساز شخصیت حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم کانفرنس کے پہلے دن ظہر کے قریب کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ اگلے روز جمعہ سے قبل آپ کے بیان کا نظم طے تھا۔ پہلی رات کی نشست کی صدارت بھی آپ نے کرنا تھی۔ جمعہ سے قبل کورس کے تین سو فضلاء اور حفظ کے پندرہ طالب علموں کو اسناد وانعامی کتب بھی آپ کے ہاتھوں دینے کا نظم طے تھا۔ آپ نے ان امور میں بیک وقت اپنی طرف سے اصالتاً اور حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم اور حضرت اقدس سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم نائب امیر کی طرف سے نیابتاً نمائندگی فرمانا تھی۔ وہ ظہر سے قبل تشریف لائے تھے۔ اطلاع کے باوجود فقیر ان کی زیارت کے لئے وقت نہ نکال پایا تھا‘ اب آپ کی طرف سے یکے بعد دیگرے دو تین آدمی آئے کہ ”حضرت شیخ“ یاد فرمارہے ہیں۔ اس وقت شام کا کھانا کھلانے کا کام عروج پر تھا۔ ہزاروں ساتھی کھانے کے پنڈال میں کھانا کھارہے تھے‘ اس سے کہیں زیادہ انتظار میں تھے‘ لیکن آنکھیں بند کرکے ”حضرت شیخ“ سے ملاقات کے لئے چل پڑا‘ ابھی تک کسی کو حضرت مولانا خدا بخش مرحوم کے انتقال کی خبر فقیر نے نہیں سنائی تھی۔ ”حضرت شیخ“ کی خدمت میں حاضر ہوا‘ آپ نے شفقت سے گلے لگایا‘ تھپکی دی‘ تمام تھکاوٹیں دور ہوگئیں۔ فرمایا کہ تین کاموں کے لئے آپ کو بلایا

ہے۔ ایک تو مولانا خدا بخشؒ کی تعزیت کرنی ہے' دوسرا جنازہ میں شرکت کے لئے مشورہ کرنا ہے' تیسرا آپ کو کھانا کھلانا ہے' اس لئے کہ میری اطلاع کے مطابق کام کی زیادتی کے باعث آپ ان دنوں کھانا نہیں کھا پاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا خدا بخشؒ کے عزیزوں کا آپ کو فون آچکا تھا' وہ آپ سے جنازہ پڑھانے کے لئے اصرار کررہے تھے۔ فقیر نے عرض کیا کہ حضرت! مولانا خدا بخش صاحب تو ہمارا رأس المال تھے' پوری رات آپ کے لئے سفر کرنا' پھر یہاں کانفرنس میں تقسیم اسناد' صدارت' بیان' ان کا کوئی متبادل حل سامنے نظر نہیں آتا' دسترخوان پر دیر تک حضرت مولانا خدا بخش صاحب کا ذکر خیر جاری رہا' رات کے اجلاس میں کانفرنس کے منتظم اعلیٰ حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے مولانا مرحوم کے لئے قرارداد تعزیت پیش کی۔

حضرت مولانا خدا بخش صاحب کے والد گرامی کا نام حاجی سلطان محمود تھا' سیوڑا قوم سے تعلق رکھتے تھے' خاندانی طور پر زمیندارہ پیشہ تھا' چاہ سدو والا موضع رکن ہٹی تحصیل شجاع آباد کے رہائشی تھے۔ حاجی سلطان محمود صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر ثانی' خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم کے جمعہ کے نمازی تھے۔ قاضی صاحب انہیں شفقت سے اپنا بھائی کہتے تھے۔ حاجی سلطان محمود نے اپنے گھر سے قریبی بستی میں حضرت مولانا محمد واصلؒ کے ہاں اپنے فرزند خدا بخش کو ناظرہ قرآن مجید کے لئے بٹھایا' جب اس سے فراغت ہوئی تو ان کو دینی تعلیم کے لئے دارالعلوم کبیروالا میں داخل کرادیا۔ مولانا خدا بخش اس لحاظ سے خوش نصیب تھے کہ بیک وقت حضرت مولانا عبدالخالقؒ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم' حضرت مولانا علی محمد صاحبؒ حضرت مولانا علامہ منظور الحقؒ حضرت علامہ ظہور الحقؒ ایسے شہرۂ آفاق ''اکابر خمسہ'' سے آپ نے کسب فیض کیا۔ کریما سے بخاری شریف تک کی تعلیم ''یک در گیر و محکم گیر'' کے مصداق دارالعلوم کبیروالا میں حاصل کی۔

۶۵۔۱۹۶۶ء میں آپ نے دورۂ حدیث شریف کیا' فراغت کے بعد سال چھ ماہ مدرسہ تعلیم الابرار ملتان میں تدریس کی' اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ ہوگئے۔ مولانا خدا بخش صاحب نے اپنی بھرپور جوانی سے بڑھاپے تک تقریباً ۳۸ سال عقیدۂ ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ انجام دیا۔ مولانا جوانی میں میانہ قد' گندم گوں سرخی مائل رنگ' کتابی چہرہ' بھرواں جسم' اجلے لباس' میں ہر جگہ نمایاں نظر آتے تھے۔ نگاہ کہیں نشانہ کہیں کے بمصداق شب و روز اپنے کام میں منہمک رہے۔ دوستوں کے دوست تھے' ہر وقت رفقاء کے جھرمٹ میں گھرے رہتے تھے۔ ان کے ہاں کوئی راز نہ تھا' کوئی ان سے راز کی بات کہتا اس کے اٹھنے سے پہلے اسے وہ گویا انٹرنیٹ پر فیڈ کرکے نشر کردیتے۔ اس حکمت عملی کا فائدہ یہ ہوا کہ کوئی کسی کی غیبت کرنے سے قبل ہزار بار سوچتا کہ یہ بات ظاہر ہوجائے گی' ویسے وہ بات اگلوا کر معاملہ کی تہہ تک پہنچنے کے ماہر تھے۔ مولانا خدا بخشؒ نے تدریس نہ کی ورنہ وہ ذی استعداد بہت اچھے مدرس بن سکتے تھے۔ افہام و تفہیم پر ان کو مکمل دسترس تھی' مشکل سے مشکل بات آسان پیرایہ میں اور سخت سے سخت مطالبہ خوبصورت نرم الفاظ میں بیان کرنے کے خوگر تھے' یہی وجہ ہے کہ زندگی بھر کبھی جیل' مقدمہ' گرفتاری کی آزمائش میں مبتلا نہیں ہوئے۔

ڈیرہ غازی خان' بہاولپور' بہاولنگر میں مجلس کے مبلغ رہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران میں آپ بہاولنگر کے مبلغ تھے' تحریک کو اپنے حلقہ میں پروان چڑھانے کے لئے ہمہ تن مصروف عمل رہے' تحریک کے نتیجہ میں چناب نگر کو کھلا شہر قرار دیا گیا تو ۱۹۷۴ء کے اواخر میں آپ نے سب سے اول اہل اسلام کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا۔ پہلے بلدیہ کے تھڑا پر نمازوں کا اہتمام' پھر مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن کی تعمیر' بعدہ مسلم کالونی میں مسجد و مدرسہ کا قیام' ان تمام کاموں میں وہ برابر کے حصہ دار تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو رد قادیانیت پر کامل دسترس بخشی تھی۔ اس وقت نئی ٹیم کے اکثر و بیشتر مبلغین حضرات کے آپ استاذ تھے۔ آپ نے مناظر اسلام فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے رد قادیانیت کی تربیت حاصل کی تھی اور مولانا محمد حیاتؒ کے منظور نظر شاگردوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا' یہی حال باقی اساتذہ کا تھا' مولانا مرحوم مردم شناس تھے۔ اساتذہ کے مزاج کو سمجھتے اور پھر اس کے مطابق طرز عمل اختیار کرکے ان کے دلوں میں گھر کر جاتے اور دعائیں لیتے۔

مولانا دھڑے کے پکے کی بجائے ''رانجھا سب دا سانجھا'' پر عمل پیرا ہوتے۔ البتہ جن سے دلی تعلق ہوتا ان کے متعلق کبھی کوئی پہلو دار گفتگو نہ سن سکتے تھے۔ عزت دار شخص تھے' اپنے مفاد یا ذات کے متعلق کوئی خفت کا پہلو آتا تو ان کی طبیعت کڑھائی میں چنے کی طرح رقص کناں

ہوجاتی تھی۔ مولانا نے بیک وقت مختلف الخیال حضرات سے دوستی کی اور اس کو خوب نبھایا۔ مثلاً مناظر اسلام امام اہلسنت مولانا عبدالستار تونسوی دامت برکاتہم اور حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ خطیب اسلام کے مزاج میں آخری دور میں جماعتی ہم آہنگی نہ رہی' لیکن مولانا خدا بخش نے دونوں حضرات سے تعلق نبھایا اور خوب نبھایا۔ مولانا اپنے کام سے کام رکھتے' جس مجلس یا ماحول میں جاتے ان کی ہاں میں ہاں ملا کر گوشہ عافیت تلاش کرتے ان پر اپنی رائے مسلط کرنا یا ان سے اختلاف کرنا ان کے مزاج کے خلاف تھا۔

پنجابی کا محاورہ ہے ''جتنا ٹرساں ستھرا ٹرساں'' جو کام کیا صاف کیا۔ سارے جہاں کا کام اپنے ذمہ بالکل نہ لیتے تھے۔ عزیمت کی بجائے رخصت پر زندگی بھر عمل کیا۔ ''خلــــق الانســان ضعیفا'' کی عملی تفسیر تھے۔ زندگی خوب مزے سے گزاری' نہانا' کپڑے بدلنا' حجامت بنانا' وقت پر کھانا' وقت پر نیند' غرض عبادت وریاضت' تلاوت وذکر جو معمولات تھے' وقت پر کرنے کے قائل تھے۔ زندگی بھر کبھی جھمیلوں میں نہیں پڑے' ان کی مجلس میں دو مختلف المزاج یا مختلف النظریہ دوست جمع ہوجاتے' ان کے درمیان خود متنازعہ موضوع کو چھیڑ دیتے' اب ان دونوں کی طرف سے گرم وسرد دلائل شروع ہوجاتے' آپ ابتدا میں ایک کی' پھر دوسرے کی حمایت کرتے جب مجلس خوب جم جاتی بات تکرار تک پہنچ جاتی تو صلح کرادیتے اور وعظ ونصیحت سے کام لیتے کہ میاں اپنے اپنے موقف پر خوب دلائل دو' تلخی ٹھیک نہیں۔ دوستوں کی گرم مزاجی ناقابل اصلاح ہوجاتی تو دامن جھاڑا' چادر کندھے پر رکھی اور اس پورے قضیہ سے لاتعلق ہوکر بیٹھ گئے۔ دوستوں کو ایسے پھٹی دیتے کہ ان کا دھڑن تختہ ہوجاتا' کوئی شکوہ کرتا تو فرمادیتے کہ تمہیں کس بے وقوف نے کہا تھا کہ معاملہ کو یہاں تک لے جاؤ۔ فقیر کو دوبار حضرت مولانا کے ساتھ حج کی سعادت نصیب ہوئی' ان کی پوری تبلیغی زندگی میں اکثر وبیشتر ساتھ رہا۔ ابتدا میں حضرت مولانا سید منظور احمد شاہ حجازیؒ مولانا خدا بخشؒ اور فقیر ہم تینوں کی مجلس میں تکون قابل رشک ہوتی' جس مجلس میں اکٹھے ہوئے منہ' کان' کندھا ملا کر اکٹھے مصرعہ اٹھاتے اور سماں باندھ دیتے۔ اچھے دوست تھے اور بہت اچھے دوست تھے۔ فقیر سے چند ماہ مجلس میں پہلے آئے تھے لیکن علم وفضل' قابلیت وصلاحیت معاملہ فہمی ہر اعتبار سے فقیر سے کروڑ گنا سینئر تھے۔ بایں ہمہ اتنا عرصہ اتنے قرب کے باوجود ان کی زندگی کے بعض پہلو ایسے تھے' جس میں اپنی مثال آپ تھے۔ آج سے دس گیارہ سال قبل کی بات ہوگی کہ ''قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت'' کتاب مرتب ہورہی تھی' پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم کا مضمون ماہنامہ ''حقیقت اسلام'' لاہور میں قسط وار شائع ہوا تھا' جسے نصف صدی بیت چکی تھی۔ عنوان تھا ''ضرورت مجدد'' پروفیسر صاحب مرحوم نے مجدد کے دس معیار قائم کرکے اس پر مرزا قادیانی کو نا پایا تو قادیانی کذاب کو تاہ قامت اور کند ذہن ثابت کیا۔ لاہوری مرزائیوں کے رد میں بہت عمدہ مقالہ تھا' لیکن اس کی کچھ اقساط مرکزی دفتر کی لائبریری سے شارٹ تھیں۔ مولانا خدا بخش صاحب سے تذکرہ ہوا' مضمون کی خوب تعریف فرمائی' اس کی اشاعت پر بھرپور لیکچر دیا اور فرمایا کہ میں نے اسے مکمل پڑھا ہے بہت عمدہ دستاویز ہے اسے ضرور شائع ہونا چاہئے۔ مولانا کی مہمیز لگانے سے میری تلاش کی رفتار تیز ہوگئی۔ بہاولپور' ملتان' لاہور' اسلام آباد' کراچی کی سرکاری وغیر سرکاری لائبریریوں کو چھان مارا اقساط مکمل نہ ہوسکیں۔ اس کی تلاش کا جنون سوار تھا (بعد میں مولانا محمد اقبال نعمانی خطیب علی پور چٹھہ کی زبانی معلوم ہوا کہ پروفیسر یوسف سلیم چشتی ہمارے استاذ مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ کے کالج کے زمانہ کے استاذ تھے یہ نسبت نہ بیٹھنے دیتی تھی) دس گیارہ سال تلاش کی دھن سوار رہی' اور اس صورت حال کے لمحہ لمحہ کی مولانا خدا بخش صاحب کو اطلاع تھی بلکہ ان کے سامنے سب کچھ ہورہا تھا۔ دس گیارہ سال بعد وہ مقالہ کتابی شکل میں جھنڈیر لائبریری میلسی سے مل گیا۔ فوٹو لیا' ماہنامہ ''لولاک'' میں قسط وار شائع کیا' ماہنامہ ''لولاک'' میں اس مقالہ کے ''انٹرو'' میں مولانا خدا بخش صاحب کے حکم پر شائع کرنے کا اعتراف کیا۔ بعد وا سے احتساب قادیانیت کی کسی جلد میں شائع کرکے سکون پایا' تو ایک دوست کو مولانا خدا بخش صاحب نے فرمایا کہ یہ مقالہ کتابی شکل میں میرے پاس بیس سال سے موجود ہے۔ مولانا اور فقیر کے رہائشی کمرے شمالاً جنوباً ہیں' پانچ فٹ پر کتاب مولانا کے پاس پڑی ہے۔ میں تلاش میں دیوانہ ہورہا ہوں' لیکن مولانا نے کتاب کی ہوا تک نہ لگنے دی' یہ سنا تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا' عرض کیا کہ حضرت! واقعی کتاب آپ کے پاس تھی؟ بلا تکلف فرمایا: ہاں تھی اور اب بھی ہے۔ حضرت! آپ نے ذکر تک نہیں کیا؟ فرمایا کہ میری کتاب تھی' مجھے حق

حاصل تھا کہ میں آپ کو دوں یا نہ دوں' واقعی دلیل وزنی تھی' میں لاجواب ہوگیا۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مولانا کی قوت ارادی کتنی مضبوط تھی' لیکن مولانا مرحوم کے اس طرز عمل سے نہ صرف مجھے بلکہ مجلس کو یہ فائدہ ہوا کہ اس مقالہ کے تلاش کرتے کرتے پانچ صد سے زائد نایاب کتب رد قادیانیت کا مجلس کے کتب خانہ میں (اصل یا فوٹو) اضافہ ہوگیا۔

حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ جب مجلس کی لائبریری کے انچارج تھے تو رد قادیانیت پر کتب کی تعداد آٹھ صد کے قریب ہوگی۔ اب یہ تعداد اٹھارہ صد کے قریب ہے۔ اس زمانہ میں یقیناً نئی کتب شامل ہوئیں' لیکن پانچ صد یا اس سے بھی زائد وہ ہیں جو اس مقالہ کی تلاش میں حاصل ہوئیں اور مجلس کے کتب خانہ میں اضافہ ہوا۔ جس کا باعث مولانا خدا بخش بنے اور یقیناً اس کا ثواب بھی ان کو ہوگا۔

مولانا مرحوم نے قلم و قرطاس سے بھی تعلقات استوار نہیں کیے' چار سطری خط بھی لکھنا ان پر کوہ ہمالیہ کی چوٹی سر کرنے کے برابر تھا' کبھی ترنگ میں آکر کچھ لکھا تو خوب تر لکھا۔ البتہ کتب بینی و مطالعہ کے رسیا تھے' آخری عمر تک کوئی کتب پڑھے بغیر نہ چھوڑتے تھے' اکثر مجالس ان کی علمی ہوا کرتی تھیں۔ طالب علمی اور عملی زندگی میں مولانا کی طبیعت ہمیشہ سہل پسند واقع ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی آخرت کو بھی سہل فرمائیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

ہزاروں ان کے شاگرد پورے ملک کی سرزمین کے چپہ چپہ پر ان کی تبلیغ کے اثرات' چناب نگر کے مساجد و مدارس ان کے لئے ذخیرہ آخرت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں' گزشتہ سال چناب نگر میں کورس کے دوران شوگر کی بیماری کے باعث طبیعت مضمحل ہوئی' سال بھر علاج جاری رہا' مولانا نے ہمت نہ ہاری' کسی کے محتاج نہ ہوئے' لیکن مکمل روبصحت بھی نہ ہوسکے' جان پہچان' حافظہ' مکمل آخر تک کام کرتا رہا۔ وقت موعود آن پہنچا تریسٹھ سال کی عمر میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر رب کے حضور حاضر ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اپنے رحم و کرم کا اپنی شایان شان معاملہ فرمائیں۔ آمین۔

بحرمۃ النبی الامی الکریم خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین. برحمتک یا ارحم الراحمین

☆☆..........☆☆

HB®
TRUSTABLE MARK
Hameed® BROS JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

استاذ المبلغین والمناظرین

سال رواں تحریک ختم نبوت کے رضا کاروں کے لئے پریشانی کا باعث بنا ہے۔ایک سال میں مجلس کے آٹھ ذمہ داران مبلغین‘ سابق مبلغین اس دنیا سے رخصت ہوئے اور اپنے پیچھے افسردگی‘ پریشانی چھوڑ گئے۔ان حضرات میں سے مجلس کے استاذ المبلغین والمناظرین مولانا خدا بخشؒ تقریباً ایک سال تک بیمار رہنے کے بعد اللہ پاک کے حضور پیش ہوگئے۔

مرحوم نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے جرأت مند‘ بہادر عالم دین‘ بے باک مقرر‘ عظمت صحابہؓ کے نقیب مولانا محمد واصلؒ سے حاصل کی‘ جو خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے دوستوں میں سے تھے۔اصحاب رسول واہلبیت رسولؐ کے لئے جان چھڑکتے تھے‘ بڑے بڑے زمیندار ان کے آگے پانی ہوجاتے تھے۔

اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے دارالعلوم کبیر والا میں داخل ہوئے‘ جہاں انہیں استاذ العلماء‘ حضرت مولانا عبدالخالق (حضرت صدر صاحب)‘ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم‘ مولانا منظور الحقؒ مولانا ظہور الحقؒ مولانا علی محمدؒ جیسے اساتذہ سے علوم وفنون حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔علوم سے فراغت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ ہوگئے۔مجلس کے دو مایہ ناز استاذ المناظرین‘ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ مولانا محمد حیاتؒ فاتح قادیان سے تردید قادیانیت کی ٹریننگ حاصل کی۔قادیانی شکوک وشبہات‘ دجل وفریب کو سمجھا اور بہاولنگر میں مجلس کے مبلغ بنادیے گئے۔علمی تربیت تو اگرچہ مذکورہ بالا مناظرین اسلام سے حاصل کی‘ لیکن عملی تربیت مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ مولانا محمد شریف جالندھریؒ سے حاصل کی اور ان کی صحبت نے انہیں کندن بنادیا۔

کچھ عرصہ بہاولپور میں مجلس کے مبلغ رہے‘

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی کامیابی کے بعد جب قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیے گئے اور چناب نگر (ربوہ) کو کھلا شہر قرار دیا تو ریلوے اسٹیشن پر محمدیہ مسجد کی تعمیر شروع ہوئی تو موصوف محمدیہ مسجد کے خطیب مقرر ہوئے‘ موصوف ان ابتدائی حضرات میں ایک تھے جنہیں چناب نگر (ربوہ) میں عقیدہ ختم نبوت کی ترجمانی اور قادیانیت کے تعاقب کا اعزاز حاصل ہوا۔سولہ سال تک چناب نگر میں قادیانیوں کو ناکوں چنے چبواتے رہے۔چناب نگر کو زون قرار دیا گیا۔مولانا خدا بخش رحمہ اللہ‘ سید ممتاز الحسن گیلانی رحمہ اللہ اور مولانا اللہ وسایا صاحب اس زون کے ممبران تھے اور تبلیغی ہیڈ کوارٹر چناب نگر کو قرار دیا گیا۔چنانچہ چناب نگر کے مضافاتی اضلاع میں زون کے مبلغین نے شب وروز قادیانیت کا تعاقب جاری رکھا۔

چناب نگر (ربوہ) کو کھلا شہر قرار دینے کے بعد ضرورت محسوس ہوئی کہ خالصتاً مسلم آبادی پر مشتمل کالونی قائم کی جائے تو مولانا تاج محمودؒ اور مولوی فقیر محمد کی شبانہ روز محنت سے ”لوانکم اسکیم“ کے تحت مسلم کالونی قائم ہوئی‘ جس میں بیسیوں پلاٹ موصوف نے لوگوں کو دلوائے لیکن اپنے لئے ایک پلاٹ بھی نہ لیا‘ حالانکہ ان دنوں پلاٹ چند سو روپوں میں مل جاتے تھے۔موصوف کی کل کائنات ایک بیگ (تھیلا) اور اس میں تین چار جوڑے کپڑے اور احادیث پاک کی مشہور کتاب ترجمان السنۃ ہوتی تھی‘ جہاں بھی رہے ترجمان السنۃ حرز جان رہی۔ ترجمان السنۃ کے ساتھ عشق کی حد تک محبت تھی۔

دارالمبلغین کا قیام تو مجلس کے زیر اہتمام قیام پاکستان سے شروع ہوگیا۔مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ‘ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ اس کے استاذ مقرر ہوئے۔ملک بھر میں جتنے معروف مناظرین ختم نبوت گزرے ہیں یا موجود ہیں‘ سب اسی کے تربیت یافتہ ہیں۔مولانا خدا بخشؒ بھی دارالمبلغین کے تربیت یافتہ تھے۔دارالمبلغین چنیوٹ‘ لاہور‘ ملتان منتقل ہوتا رہا۔جب چناب نگر میں مدرسہ قائم ہوگیا اور ہاسٹل کی سہولت بھی میسر آگئی تو آج سے چند سال قبل یہ دارالمبلغین چناب

تک منتقل ہوگیا اور اس میں جہاں محقق العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ مناظر اسلام مولانا محمد امین اوکاڑویؒ مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکوی لیکچر دیتے رہے وہاں مولانا خدا بخشؒ کو بھی یہ اعزاز حاصل رہا کہ وہ بھی لیکچر دیتے رہے گویا اس کورس کی نشاۃ ثانیہ کے اساتذۂ کرام میں مرحوم کو تدریس کی سعادت نصیب ہوئی اور اس وقت مجلس کے شعبہ تبلیغ سے منسلک نئے مبلغین سمیت سینکڑوں علماء کرام آپ کے شاگرد ہیں جو آپ کے لئے صدقہ جاریہ سے کم نہیں۔

موصوف شوگر کے عرصہ دراز سے مریض چلے آ رہے تھے مرض کے ساتھ احتیاط حد درجہ کی تھی۔ ڈاکٹر صاحبان نے ''انسولین'' تجویز کی تو اس کے انجکشن لگواتے رہے اور پھر بھی میٹھے سے پرہیز جاری رہا۔

گزشتہ سال (۱۴۲۵ھ شعبان) ردقادیانیت وعیسائیت کورس چناب نگر کے موقع پر دورہ پڑا فی الفور چنیوٹ سول ہسپتال داخل کر دیا گیا۔ وہاں سے ملتان نشتر ہسپتال لے کر آئے۔ علاج معالجہ جاری رہا۔ ۲۹، ۳۰/ ستمبر کو چناب نگر کانفرنس تھی۔ مرحوم نے ۲۹/ ستمبر کو اپنے عزیز و اقارب کو جمع کیا' معافی تلافی کے بعد کلمہ طیبہ پڑھتے اور سنتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم چالیس سال تک عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت ونقابت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ ملک کے کونے کونے میں قادیانیت کو للکارا' نوجوانوں کی تربیت کی اور انہیں قادیانیوں کے مقابلہ میں تیار کرتے رہے۔

مرحوم کی نماز جنازہ آبائی علاقہ چاہ سدو والا موضع رکن ہنی شجاع آباد میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ کی امامت مولانا قاری صدر الدین صدر مدرس جامعہ فاروقیہ شجاع آباد نے کی۔ جنازہ میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی اور انہیں ان کی وصیت کے مطابق والدہ مرحومہ کے پہلو میں ''خاکی شاہ'' قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ (اللھم وسع مدخلہ ونور قبرہ)۔ مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔

کانفرنس سے فراغت کے بعد مجلس کے رہنماؤں کا قافلہ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کی قیادت میں تعزیت کے لئے ان کے آبائی علاقہ میں پہنچا' مرحوم کے عزیز و اقارب سے تعزیت اور دعائے مغفرت کی۔ پروردگار عالم مرحوم کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات کو مبدل بحسنات فرمائیں۔

☆☆..........☆☆

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

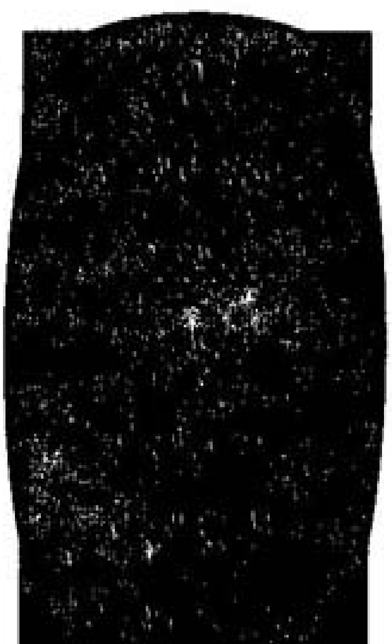

پتہ:

این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" "برکات حیدری" ناظم آباد

فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کا بنیادی ستون ہے

۲۴ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی رپورٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۴ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا آغاز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ اور ممتاز روحانی شخصیت مولانا خواجہ خان محمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کی دعا سے ہوا۔ کانفرنس سے افتتاحی خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کا بنیادی ستون ہے اور اس کی حفاظت دین کی اہم ترین خدمت ہے۔ امت مسلمہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔ اسلامی ممالک میں دہشت گردی کرنے والے قادیانیوں کے پے رول پر ہیں۔ قادیانیوں کو چور دروازے سے امت مسلمہ میں شامل کرنے کی کوششیں ناکام بنادی جائیں گی۔ قادیانیوں نے اپنے آپ کو امت مسلمہ کے جسد سے کاٹ کر اپنے راستے خود مسلمانوں سے جدا کر لئے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی نے کہا کہ اسلامی قوانین خدا کے بنائے ہوئے ہیں۔ ان میں ترمیم کی باتیں کرنے والے قادیانیوں اور یہودیوں کی زبان بول رہے ہیں۔ امت اسلامیہ قادیانیوں کی سرپرستی میں اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مولانا عزیز الرحمن ہزاروی نے کہا کہ چھ سو قادیانی اسرائیل میں دہشت گردی کی تربیت پا چکے ہیں جس کی خبریں اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں' دہشت گردی کی وارداتوں میں قادیانیوں کے ملوث ہونے کے ثبوت ملنے کے باوجود قادیانی جماعت کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہونا ناقابل فہم ہے۔ قادیانی جماعت حکومت کو امت مسلمہ اور مذہبی جماعتوں کے خلاف استعمال کر رہی ہے۔ حکومت قادیانیوں کے ہاتھوں میں کھلونا بننے سے گریز کرے۔ قادیانیوں کی جانب سے توہین رسالت کے ارتکاب کا نوٹس لیا جائے۔ مولانا عبدالستار تونسوی نے کہا کہ امریکا اور یورپی ممالک قادیانیوں کی سرپرستی کرنا ترک کر دیں۔ قادیانی سیاسی پناہ کے بہانے لوگوں سے لاکھوں روپے بٹور چکے ہیں اور مسلمانوں کو قادیانی ظاہر کر کے بیرونی ممالک بھجوا رہے ہیں۔ حکومت اس انسانی اسمگلنگ کا سدباب کرے۔ پاکستان قادیانیت کی ترویج کے لئے نہیں بلکہ اسلام اور عقیدۂ ختم نبوت کی ترویج کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ قادیانیوں نے عراق میں مسلمانوں کے قتل عام پر چراغاں کئے اور جشن منائے جس سے ان کی اسلام دشمنی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ قادیانی تحریک کا بنیادی مقصد اسلام کی بنیادوں کو ڈھانا ہے۔ صاحبزادہ طارق محمود نے کہا کہ مسلمانوں نے لاکھوں مسلمانوں کے خون کے نذرانہ پیش کر کے پاکستان اس لئے نہیں حاصل کیا کہ یہاں قادیانیوں کی سرپرستی ہو۔ مسلمانوں کو کچلنے کی ہر قادیانی سازش کا قلع قمع کیا جائے گا۔ امتناع قادیانیت قوانین پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کے ایما پر ۱۹۰۱ء میں "محمد رسول اللہ" ہونے کا دعویٰ کیا۔ امت مسلمہ نے اسی وقت سے مرزا قادیانی کے تمام غیر اسلامی دعوؤں کے سدباب پر توجہ مرکوز کئے رکھی۔ علمائے کرام اور مسلم عوام نے ہر اسٹیج اور پلیٹ فارم پر مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا مقابلہ کر کے ثابت کر دیا کہ قادیانیت اسلام کے متوازی ایک جدید مذہب ہے جس کی بنیاد یہودی عقائد پر استوار کی گئی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا محمد اکرم طوفانی نے کہا کہ اسلام اور قادیانیت کا اختلاف روز روشن سے زیادہ واضح ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو محمد رسول اللہ قرار دے کر بدترین توہین رسالت کا ارتکاب کیا۔ قادیانیوں کی جانب سے مرزا قادیانی کو مہدی اور مسیح قرار دینا صدی کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے بغض رکھے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ ان کے علاوہ ممتاز

علمائے کرام مولانا ممتاز احمد کلیاز‘ مولانا رب نواز‘ مولانا ضیاء الدین آزاد‘ مولانا محمد علی صدیقی‘ مولانا عبدالحکیم نعمانی‘ مولانا امان اللہ‘ مولانا عبدالوہاب‘ مولانا محمد قاسم رحمانی‘ حافظ محمد ثاقب‘ قاری محمد ابراہیم‘ صاحبزادہ مولانا عزیز احمد‘ مولانا محمد طیب لدھیانوی‘ مولانا عبدالعزیز لاشاری نے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس میں تلاوت کے فرائض قاری محمد اسحاق‘ حافظ ضیاء الرحمٰن نے ادا کئے جبکہ نعت رسول مقبولؐ پیش کرنے کی سعادت مراتب علی‘ حافظ محمد اعظم نے حاصل کی۔ کانفرنس جمعہ کے روز بھی جاری رہے گی۔ کانفرنس کی دیگر نشستوں سے متحدہ مجلس عمل کے رہنما مولانا فضل الرحمٰن‘ قاضی حسین احمد‘ مولانا سمیع الحق‘ حافظ حسین احمد‘ لیاقت بلوچ‘ ابتسام الٰہی ظہیر‘ مولانا ضیاء اللہ شاہ بخاری اور دیگر خطاب کریں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد کی زیر صدارت منعقد ہونے والی چوبیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے دوسرے روز کی نشستوں سے خطاب کرتے ہوئے قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف اور متحدہ مجلس عمل کے سیکریٹری جنرل مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ پاکستان اور امت مسلمہ کا مستقبل عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ سے وابستہ ہے۔ کلمہ اور قرآن کے نام پر قادیانیوں کو مسلمانوں کو گمراہ نہیں کریں دیں گے۔ حکومت بین الاقوامی سطح پر اسلام کے امن پسندانہ تشخص کو اجاگر کرے اور اسلام کی اصل تعلیمات کی عکاسی کرتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کا دفاع کرے۔ دہشت گردی کی مذمت ضرور کی جائے لیکن اس کا الزام مسلمانوں کے سر تھوپنے سے گریز کیا جائے۔ مسلمانوں نے ہمیشہ آئین و قانون کی پاسداری کرتے ہوئے قادیانیوں سمیت ہر اسلام دشمن قوت کا مقابلہ کیا ہے۔ آئندہ بھی مسلمان قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے قادیانیوں کے خلاف اپنی آئینی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ قادیانیوں کو تقویت پہنچانے کے لئے وقتاً فوقتاً نت نئے اقدامات انتظامیہ میں قادیانیوں کے عمل دخل کو واضح کرتے ہیں۔ متحدہ مجلس عمل سمیت تمام مذہبی جماعتیں قادیانیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا بھرپور ساتھ دیں گی۔ تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام کا یہ نمائندہ اجتماع امت مسلمہ کے اتحاد و یگانگت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوششیں کرنے والے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن اور قادیانی و یہودی لابی کے ایجنٹ ہیں۔ قادیانیت کے خاتمہ تک چین سے نہیں بیٹھیں گے اور اس فتنہ کو اس کے منطقی انجام تک پہنچا کر دم لیں گے۔ علمائے کرام نے پارلیمنٹ کے ذریعہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوا کر پہلے ہی یہ واضح کر دیا تھا کہ مسلمان اسلام کے تحفظ کی جدوجہد قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے کرتے ہیں۔ قادیانیوں نے آئندہ بھی کوئی شرارت کی تو آئین اور قانون کی روشنی میں ان سے نپٹا جائے گا۔ امریکی محکمہ خارجہ پاکستان میں قادیانیوں پر فرضی مظالم کا ڈھنڈورا پیٹنا بند کرے۔ حقائق سے ہٹ کر قادیانیوں کو مظلوم ثابت کرنے کی کوششیں ناکام ثابت ہوں گی۔ حکومت پاکستان اس کے خلاف امریکی حکومت سے احتجاج کرے اور امریکی حکومت سے مطالبہ کرے کہ وہ قادیانیوں پر فرضی مظالم پر مشتمل غلط رپورٹوں کی اشاعت سے گریز کرے۔ دہشت گردی کے عالمی پیمانے پر سدباب کے لئے ضروری ہے کہ اسرائیل اور دیگر اسلام دشمن ممالک سے دہشت گردی کے ٹریننگ کیمپ ختم کئے جائیں۔ مغربی ممالک دہشت گردی کے خلاف جنگ کو اسلام کے خلاف جنگ کا روپ دے کر اسلام کے مقابلہ پر اتر آئے ہیں۔ یورپ خود کو قادیانیت کا وکیل بنانے کے بجائے قادیانیت کی حمایت سے دست کش ہو جائے۔ توہین رسالت کے واقعات کا عالمی پیمانے پر سدباب کیا جائے۔ اقوام متحدہ توہین رسالت کو بین الاقوامی جرم قرار دے۔ توہین رسالت کے قانون میں کی گئی تمام غیر شرعی ترامیم کو مسترد کرتے ہیں۔ توہین رسالت کے قانون کو اس کی اصل شکل میں نافذ کیا جائے۔ ملک بھر میں علماء کرام اور راسخ العقیدہ مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں بند کی جائیں اور انہیں ہراساں کرنے سے گریز کیا جائے۔ مسلمانوں کو خوفزدہ کر کے انہیں اسلام کے راستہ سے نہیں ہٹایا جاسکتا۔ ہر دور میں حکمرانوں نے نمرود و فرعون کی روش پر چلتے ہوئے اسلام کے پیروکاروں پر مظالم کے پہاڑ توڑے ہیں لیکن انجام کار ان کا خاتمہ نمرود و فرعون جیسا ہوا۔ یورپی ممالک بھی قادیانیوں کو غیر مسلم کی حیثیت سے ڈیل کریں اور انہیں مسلمانوں کی حیثیت نہ دیں۔ حکومت ملک سے دہشت گردی کے خاتمہ میں سنجیدہ ہے تو قادیانیوں پر کڑی نگاہ رکھے۔ قادیانیت نبوت محمدیہؐ سے بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کو یہودیت اور عیسائیت سے ممتاز کرتا ہے۔ قادیانی خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہ کر کے آئین سے بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ قادیانی سرمایہ اسلام کو کچلنے پر صرف ہو رہا ہے۔ اے آر ڈی کے نائب صدر نوابزادہ منصور احمد خان

نے کہا کہ حکومت قادیانی سازشوں کا پردہ چاک کرے۔ بیوروکریسی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے قادیانیوں کو نکال باہر کیا جائے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قیامت سے قبل دوبارہ اس دنیا میں تشریف آوری کی اطلاع خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے' اس لئے یہ عقیدہ مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے۔ نزول مسیح علامت قیامت میں سے ہے۔ مولانا سعید احمد جلال پوری نے کہا کہ دینی مدارس کے خلاف اقدامات کا ایک بڑا سبب قادیانی لابی کی لابنگ ہے۔ ملک میں علمائے کرام کے قتل عام اور ان کی پے در پے شہادتوں کے پس پشت مرزائی گروہ کی سازشیں کارفرما ہیں۔ حکومت ملک میں کئی عشروں سے علماء کرام کے خلاف جاری مہم اور ان کے قتل عام کا مستقبل بنیادوں پر سدباب کرے اور علماء کرام کے قاتلوں کو گرفتار کرکے انہیں عبرتناک سزائیں دے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے باغیوں کے خلاف سنت صدیقی پر عملدرآمد حکومت کی ذمہ داری ہے۔ مسیلمہ کذاب کے جانشین مرزا غلام احمد قادیانی نے مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ کرکے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ الرضوان کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔ دینی مدارس کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والے یہودیوں کے ایجنٹ ہیں۔ ملکی سالمیت کے خلاف سرگرمیوں میں ملوث ہونے کی بنا پر قادیانی جماعت پر پابندی عائد کی جائے۔ اسلام اور پاکستانی آئین کی خلاف ورزی کے جرم میں مرزائی راہنماؤں کو گرفتار کیا جائے۔ ممبر قومی اسمبلی شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک نے کہا کہ قادیانیت کے پیروکار عقیدۂ ختم نبوت پر غیر مشروط ایمان لے آئیں۔ قرآن مجید کی ایک سو آیات اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سو احادیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ثابت کرتی ہیں۔ مولانا عبدالحمید وٹو نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بارہ سو صحابہ کرامؓ نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کا کارکن وہی ذمہ داری ادا کررہا ہے جو صحابہ کرامؓ نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا مقابلہ کرتے ہوئے ادا کی۔ قاضی محمد ارشد الحسینی نے کہا کہ تحریک ختم نبوت کے دوران ہزاروں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ پاکستانی قوم آج بھی اسلام دشمن قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے متحد ہے۔ قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے جسے انگریز نے اسلام کے سدباب کے لئے پروان چڑھایا۔ مولانا ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر اس کانفرنس کے ذریعہ قادیانیت کے خلاف مشترکہ جدوجہد کا عزم کرتے ہیں۔ مولانا عبدالغفور حقانی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے شخص کو نبوت ملنا ناممکن ہے اور آپ ﷺ کے بعد یہ تصور بھی محال ہے۔ قادیانیت اس سازش کا نام ہے جو مسلمانوں کو دامن مصطفیٰ سے کاٹ کر مرزا قادیانی سے وابستہ کرنے کی شکل میں کی جارہی ہے۔ ممتاز صحافی حافظ شفیق الرحمن نے کہا کہ قادیانی' اسلام کے خلاف جاری بین الاقوامی مہم میں اسلام دشمن طاقتوں کے ہرکاروں کا کردار ادا کررہے ہیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ قاری خلیل احمد بندھانی نے کہا کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے۔ قادیانی اوقاف کو دیگر غیر مسلم اوقافوں کی طرح سرکاری تحویل میں لیا جائے۔ انٹیلی جنس سی بی آر اور دیگر محکموں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔ پیر سیف اللہ خالد نے کہا کہ این جی اوز کی آڑ میں اسلام کو نقصان پہنچانے کی سازش کا استیصال کیا جائے۔ یورپی ممالک کے اسلام دشمن ایجنڈا کی تکمیل کے لیے این جی اوز کو استعمال کیا جارہا ہے۔ عیسائیت کی تبلیغ کرنے والی این جی اوز پر پاکستان میں پابندی عائد کی جائے۔ مولانا محمد مراد ہالیجوی نے کہا کہ اسلام جیسے امن پسند مذہب کو دہشت گردی کے ساتھ منتقی کرنے کی کوششیں اسلام کے ساتھ بدترین مذاق ہیں۔ قادیانیوں کو مسلمان باور کرانے کی کوششیں کرنے والے ناکام ثابت ہوں گے۔ علامہ احمد میاں حمادی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے بغیر دعویٰ مسلمانی ناکافی ہے۔ غریب اور پسماندہ علاقہ کے مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی کوششیں آئین اور قانون کی خلاف ورزی ہیں۔ زن' زر' زمین کے نام پر مسلمانوں کا ایمان خریدنے کی سازش ناکام بنادی جائے گی۔ مولانا فیروز خان نے کہا کہ سیرت نبویؐ کو اجاگر کرکے قادیانیوں کے دجل وفریب کا پردہ چاک کیا جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اخلاق و کردار کے اعتبار سے شرافت کے معیار پر پورا اترنے سے بھی قاصر ہے۔ ان مقررین کے علاوہ حافظ محمد ریاض درانی' مولانا قاری عبدالقیوم ظہیر' مولانا نور اللہ' مولانا عبدالوہاب شاہ حاصل پوری' مولانا بشیر احمد' مفتی خالد محمود' مفتی محمد بن جمیل' طاہر عبدالرزاق' بدیع الزماں بھٹی ایڈووکیٹ' ڈاکٹر دین محمد فریدی' قاضی احسان احمد' مولانا محمد حسین ناصر' مولانا محمد طیب فاروقی' مولانا عبدالستار حیدری' مولانا عبدالنعیم رحمانی' مولانا عبدالستار

گورمانی' مولانا عبدالرزاق مجاہد' مفتی محمود الحسن' مفتی خالد میر' مولانا محمد نذر عثمانی' مولانا فقیر اللہ اختر' مفتی حفیظ الرحمٰن' مفتی محمد طاہر مکی' مولانا راشد مدنی اور دیگر نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔ نعت پیش کرنے کی سعادت طارق حفیظ جالندھری' محمد اعظم نقشبندی اور دیگر نے حاصل کی۔ اس موقع پر متعدد قراردادیں منظور کی گئیں۔ بعدازاں مولانا خواجہ خان محمد کی دعا پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

قراردادیں:

☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کی غیر اسلامی سرگرمیوں اور ان کی جانب سے مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی سازشوں کا سدباب کیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ امتناع قادیانیت کے قوانین پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بیوروکریسی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے قادیانیوں کو نکال باہر کیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت بین الاقوامی سطح پر اسلام کے امن پسندانہ تشخص کو اجاگر کرے اور اسلام کی اصل تعلیمات کی عکاسی کرتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کا دفاع کرے۔

☆...... یہ اجتماع امریکی محکمہ خارجہ کی سالانہ رپورٹوں میں قادیانیوں پر فرضی مظالم کی جھوٹی خبروں کی اشاعت کی مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت پاکستان اس کے سدباب کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔

☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ توہین رسالت کے قانون کو اس کی اصل شکل میں نافذ کیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت ملک میں کئی عشروں سے علماء کرام کے خلاف جاری مہم اور ان کے قتل عام کا مستقل بنیادوں پر سدباب کرے اور علماء کرام کے قاتلوں کو گرفتار کرکے انہیں عبرتناک سزائیں دے۔

☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک بھر میں علماء کرام اور راسخ العقیدہ مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں بند کی جائیں اور انہیں ہراساں کرنے سے گریز کیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مفتی محمد جمیل خان شہید اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہید کی دہشت گردوں کے ہاتھوں مظلومانہ شہادت کے حوالے قاتلوں کی تا حال عدم گرفتاری کی مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کرکے انہیں قرارواقعی سزا دی جائے۔

☆...... یہ اجتماع شاعر ختم نبوت اور امیر شریعت کے تربیت یافتہ حضرت سید محمد امین گیلانی رحمہ اللہ کے سانحہ ارتحال کو امت مسلمہ کا عظیم نقصان قرار دیتے ہوئے حضرت کے اخلاف و پسماندگان سے دلی تعزیت کرتے ہوئے حضرت کے لئے بلندئ درجات کی دعا کرتا ہے۔

☆...... یہ اجتماع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین و رہنماؤں مولانا خدا بخش' حافظ احمد بخش' مولانا عبدالعزیز جتوئی' مولانا صوفی اللہ وسایا' مولانا غلام محمد علی پوری' حافظ محمد الیاس رحیم یارخان' مولانا منظور شاہ صاحب اٹک والوں کے انتقال پر انتہائی غم واندوہ کا اظہار کرتے ہوئے مرحومین کے لواحقین و پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور مرحومین کے لئے مغفرت و بلندئ درجات کی دعا کرتا ہے۔

☆☆......☆☆

بقیہ: اعجاز قرآنی

گرے' لشکر میں کچھ آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جو مجاہدین کی ضرورت پوری کرتے ہیں' مثلاً مرہم پٹی وغیرہ۔ انہوں نے آ کر مرہم پٹی کی' ایک صحابی کو پیاس کا غلبہ ہوا تو فرمایا ''پانی'' اس وقت ایک آدمی کٹورا بھر کر پانی کا لایا' منہ کے قریب لے گئے کہ قریب سے ایک اور آواز آئی کہ ''پانی'' فرمایا کہ پہلے ان کو پلاؤ' میں بعد میں پیوں گا' وہ پینے نہیں پائے تھے کہ پانچویں آواز آئی' وہاں پہنچے تو چھٹی آواز آئی' غرض سات آوازیں آئیں' ساتویں تک پہنچے تو وہ شہید ہو چکے تھے' چھٹے کے پاس لوٹ کر آئے وہ بھی شہید ہو چکے تھے' پھر لوٹے کہ پانچویں کو پلادوں وہ بھی شہید ہو چکے ہیں' یہاں تک کہ ساتوں کے ساتوں پیاسے شہید ہوئے مگر یہ گوارا نہیں کیا کہ میں پانی پیوں اور میرا بھائی برابر میں پیاسا لیٹا رہے۔ موت گوارا کی مگر دوسرے کا پیاسا رہنا گوارا نہ کیا' وہی لوگ جو ایک پانی کے لئے دوسروں کے گلے کاٹتے تھے' آج ان میں اس درجہ ایثار پیدا ہو گیا کہ موت گوارا کی مگر دوسرے کی پیاس گوارا نہیں۔

یہی وہ عظیم انقلاب ہے جو قرآن کریم نے پیدا کیا ہے' صحابہ کرامؓ کے اندر' ان ہی مشت خاک کو کیمیا بنادیا' سونا چاندی بنادیا اور ایسا بنادیا کہ انہوں نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔

☆☆......☆☆

REGD. NO. SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

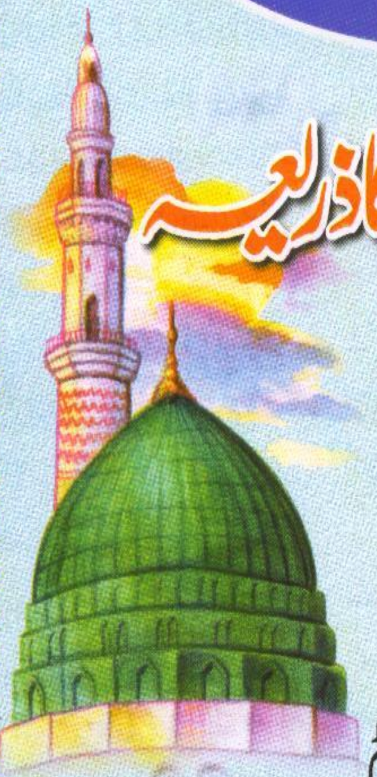

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-4514122 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ: رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد	سید نفیس الحسینی	(مولانا) عزیز الرحمن
امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	ناظم اعلیٰ